امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 8 مورخہ ۲؍جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۹؍فروری ۲۰۱۸ء روز سوموار

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا رضا کریم استھانوی
■ اسلام کا قانون طلاق
■ نواسۂ رسولؐ حضرت حسنؓ
■ ۲۰۱۹ء؛ بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی
■ اخبار جہاں، سائنس وٹکنالوجی
■ ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

ہر قیمت پر ملت کے اتحاد کو برقرار رکھیں

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے چھبیسویں اجلاس حیدر آباد میں جنرل سکریٹری بورڈ مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کا فکر انگیز خطاب

رپورٹ :
رضوان احمد ندوی

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا ۲۶واں سہ روزہ اجلاس ۹؍تا۱۱؍فروری ۲۰۱۸ء کو ملک کے تاریخی شہر حیدرآباد کے آڈیٹوریم سالار ملت کنچن باغ میں صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ملک بھر سے ۴؍سو سے زائد ارباب فکر ونظر، علماء، ماہرین قانون اور سیاسی وسماجی اہم شخصیتوں نے شرکت کی، اس موقع پر صدر بورڈ نے اپنے خصوصی خطاب میں فرمایا کہ اسلام کے مذہبی قوانین اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن اور اس کے رسول ﷺ کی سنت میں سے ماخوذ ہیں۔ اس طرح وہ آسمانی ہدایات ہیں اور اس کی بنا پر ناقابل تغیر اور ناقابل تنسیخ ہیں، اس کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے اس میں کسی طرح کی ترمیم کرنا یا ترمیم کا مشورہ دینا قابل قبول نہیں ہے اور ہندوستان کے دستور کے سیکولر ہونے کی بنا پر ان کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ اپنے مذہب کے مطابق عمل کریں اور اس میں کسی کی مداخلت کو قبول نہ کیا جائے۔ موجودہ حالات میں بورڈ اپنی توجہ امور ذیل پر مرکوز کرتا رہے گا۔ اصلاح معاشرہ میں خواتین کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ حسن سلوک، طلاق سے حتی الوسع بچنے اور مطلقہ عورتوں کے بارے میں ان کے خاندان کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے پر خصوصی طور پر توجہ دلائی جائے۔

۱۔ ایک تو طلاق کے مسئلہ میں جس پر حکومت مسلمانوں پر پابندی عائد کر رہی ہے۔

۲۔ دوسرا مسئلہ بابری مسجد کا مقدمہ جس میں بورڈ اس کی بحالی کے معاملہ میں اپنی کوششیں صرف کر رہا ہے۔

۳۔ تیسرا مسئلہ مسلمانوں کو شریعت کے احکام سمجھانے کا ہے، مسلمانوں کا پرسنل لا چونکہ مذہبی حیثیت رکھتا ہے اس طرح جب عبادات کی ادائیگی کے لئے اس کے طریقہ اور احکام معلوم کرنا ہوتا ہے اسی لحاظ سے ہم کو نکاح وطلاق اور میراث ودیگر احکام کو جاننے اور اسکے مطابق عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا بورڈ شریعت کے مسائل واحکامات سے لوگوں کو روشناس کرانے کی مہم بھی چلائے گا۔

جنرل سکریٹری بورڈ مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے جنرل سکریٹری رپورٹ میں تفصیل سے گذشتہ اجلاس سے اب تک کی کارکردگی اور پیش رفت بیان فرمائی اور یہ پیغام دیا کہ ہماری اصل طاقت ملت کا اتحاد ہے اگر ہم نے اپنے آپ کو انتشار سے محفوظ نہیں رکھا اور مشترک مقاصد کیلئے مل جل کر کام کرنے کی کوشش نہیں کی تو ہمارے لئے اس ملک میں ایک باعزت قوم کی حیثیت سے باقی رہنا مشکل ہو جائے گا۔

اس لئے موجودہ عالمی اور خاص کر ملکی حالات کے پس منظر میں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ہر قیمت پر ملت کے اتحاد کو باقی رکھیں، اختلافی مسائل میں اعتدال کا راستہ اختیار کریں اور اپنی زبان وقلم کو امت کے درمیان افتراق وانتشار کا ذریعہ نہ بنائیں۔ اس کے بعد قانون شریعت کے تحفظ وبقا کے مختلف گوشوں پر شرکاء نے تبادلہ خیال کرنے کے بعد طے کیا کہ:

تجاویز

(۱) بابری مسجد

حیدرآباد میں منعقدہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ چھبیسواں اجلاس اعلان کرتا ہے کہ: بابری مسجد کے سلسلے میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے یہ مسجد ہے اور جس جگہ ایک دفعہ مسجد بن جاتی ہے وہ قیامت تک کے لیے مسجد رہتی ہے، مسجد کے سلسلے میں جب بھی ہندو مذہبی رہنماؤں کی طرف سے مصالحت کی پیشکش ہوئی بورڈ نے کبھی انکار نہیں کیا، بلکہ ان سے منصفانہ اور باعزت حل پیش کرنے کا مطالبہ کیا، لیکن ان کا ہمیشہ ایک ہی جواب رہا کہ مسلمان یک طرفہ طور پر مسجد سے دستبردار ہو جائیں مگر مسلمان ایسا نہیں کر سکتے، کیوں کہ کسی مسجد کو غیر اللہ کی عبادت کیلئے دینا قطعاً حرام ہے اور شریعت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اگر مسلمان ایسا کریں گے تو وہ عنداللہ جواب دہ ہوں گے، بورڈ کا یہی موقف ہے معاملہ عدالت عالیہ میں ہے ماضی میں بورڈ بابری مسجد کا مقدمہ پوری تیاری کے ساتھ ماہر وکلاء کے ذریعہ لڑتا رہا ہے اور اب بھی وہ اسی راہ پر آگے بڑھے گا۔ بورڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ عدالت کا جو بھی فیصلہ ہوگا قانونی طور پر اسے مانا جائے گا سپریم کورٹ کا یہ کہنا ہے کہ کورٹ میں جو مقدمہ چل رہا ہے وہ عقیدہ اور آستھا کا نہیں ہے وہ حق ملکیت کا ہے، اس لیے امید ہے کہ فیصلہ مسلمانوں کے موقف کے مطابق ہوگا، اگر ایسا ہوا تو نہ یہ کسی کی جیت ہوگی اور نہ کسی کی ہار، بلکہ انصاف کی فتح ہوگی۔

(۲) طلاق ثلاثہ بل

مرکزی حکومت نے مسلم ویمن پروٹیکشن بل کے نام سے مسلمان عورتوں کی ہمدردی کے عنوان پر جو بل لوک سبھا میں منظور کروایا اور جو ابھی راجیہ سبھا میں معلق ہے اس کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ ۲۶ویں اجلاس منعقدہ حیدرآباد ایک مرتبہ پھر اپنے موقف کو واضح کرتا ہے کہ۔ حکومت کا یہ مجوزہ بل آئین ہند اور شریعت اسلامی کے خلاف ہے، مسلم پرسنل لا میں مداخلت ہے اور خود مسلمان عورتوں کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ مرکزی حکومت اسے راجیہ سبھا میں پیش نہ کرے۔

(۳) اصلاح معاشرہ

بورڈ کا یہ اجلاس اصلاح معاشرہ تحریک کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اسکو مزید قوت وحکمت کے ساتھ چلانے پر زور دیتا ہے، ماضی کی تجاویز کی روشنی میں اس تحریک کو پورے ملک میں منظّم کرنے کے لئے اقدامی طور پر ریاستوں کو زون وائز تقسیم کیا جائے، ضلعی کمیٹیاں بنائی جائیں، افراد متعین کئے جائیں اور ان سب کو مرکزی اصلاح معاشرہ کمیٹی سے جوڑا جائے نیز کنویزس سے سہ ماہی رپورٹ حاصل کی جائے، ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے نوجوان جوڑوں کے لئے تربیتی ورکشاپ رکھے جائیں جن کے ذریعہ بہتر اور خوشگوار زندگی کے آداب واصول سکھائے جائیں، اصلاح معاشرہ کے کام اور پیغام کو زیادہ عام کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے جلسے، کارنر میٹنگز اور انفرادی ملاقات کی راہ اپنائی جائے، خانگی تنازعات کو کورٹ لے جانے کے بجائے دیندار اور سمجھدار مسلمان بھائیوں کے ذریعہ یا دارالقضاء کے توسط سے حل کرنے کا مزاج بنایا جائے، خواتین کی ذہن سازی کے لئے مستقل مستورات کے جلسے اور اجتماعات منعقد کئے جائیں جن میں خواتین سے جڑے ہوئے معاملات ومسائل پر عام فہم گفتگو ہو، اصلاح معاشرہ کے کاموں پھیلانے کے لئے بڑے پیمانے پر ائمہ مساجد کی مدد لی جائے اور خطبات جمعہ کا منظّم نظام بنایا جائے۔ اسی طرح ویمنس ونگ کی طرف سے اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں جو کوششیں کی جارہی ہیں بورڈ کا یہ اجلاس ان کی ستائش کرتا ہے اور خدمت کرنے والی تمام بہنوں کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔

(٤) تفہیم شریعت، دارالقضاء اور لیگل کمیٹی

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ اجلاس تفہیم شریعت کمیٹی، دارالقضاء کمیٹی اور لیگل کمیٹی کی بہترین کارکردگی اور اس کے مفید اور دوررس اثرات ونتائج پر اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے ان تینوں کمیٹیوں کا کام اطمینان بخش طریقہ پر جاری ہے۔ تفہیم شریعت کمیٹی کے کاموں کے ذریعہ ذہن سازی کی جارہی ہے اور دارالقضاء کمیٹی کے ذریعہ احکامات شریعت پر عمل کا مزاج بن رہا ہے تفہیم شریعت کے عنوان سے منعقد کئے جانے والے ورکشاپ کا یہ مفید پہلو بھی سامنے آرہا ہے کہ مسلم پرسنل لا سے متعلق موضوعات پر بہتر ترجمانی کرنے والے علماء کی ایک جماعت تیار ہو رہی ہے جو ''تازہ دم سپاہ'' کی حیثیت سے ملت اسلامیہ کو فائدہ پہونچا رہی ہے اسی طرح مختلف علاقوں میں قائم ہونے والے دارالقضاء کے ذریعہ مسلمانوں کی بنیادی دینی ضرورت کی تکمیل ہو رہی ہے۔ ان تینوں کمیٹیوں کی کارکردگی اطمینان بخش ہے البتہ ملک کے موجود حالات کے پیش نظر اور ملک کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی ملت اسلامیہ کے افراد کی کثرت کے پیش نظر تفہیم شریعت اور دارالقضاء کمیٹیوں کے کاموں میں مزید وسعت کی ضرورت ہے۔

(۵) سوشل میڈیا ڈیسک

بورڈ کی کارکردگی سے لوگوں کو واقف کرانے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور مسلم پرسنل لا کے سلسلہ میں پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالے کے لئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جانب سے سوشل میڈیا ڈیسک قائم کی گئی ہے۔ یہ کام گذشتہ سال شروع ہوا اور آہستہ آہستہ اس کو آگے بڑھایا جارہا ہے ٹیوٹر، فیس بک، یوٹیوب، ٹیلیگرام وغیرہ پر بورڈ کا آفیشل چینل بنایا گیا ہے جس کے ذریعہ بڑے پیمانے پر بورڈ کے پیغام کو عام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ اجلاس سوشل میڈیا ڈیسک کے ذریعہ انجام دی جانے والی خدمات کی تحسین کرتا ہے اور اس بات کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ یہ کام جتنا اہم، مفید اور دوررس نتائج کا حامل ہے اتنا ہی نازک بھی ہے اس لئے اس کام کی نزاکتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے دائرہ کو وسعت دی جائے اور ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے آئی ٹی کے ماہر مسلمان نوجوانوں کو جوڑ کر ان کی خدمات حاصل کی جائیں۔ (بقیہ صفحہ نمبر ۱۱؍ پر)

اللہ کی باتیں ----- رسول اللہ کی باتیں

مولانا عبد الباسط ندوی

اپنے اور اپنے اہل وعیال کے دین کی فکر کیجئے

یا أیها الذین آمنوا قوا أنفسکم و أهلیکم نارا وقودها الناس والحجارة علیها ملئکة غلاظ شداد لایعصون الله ما أمرهم ویفعلون مایؤمرون (التحریم:٦)

اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، جس پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں، جو حکم اللہ تعالی ان کو دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو بھی حکم انہیں دیا جاتا ہے، بجالاتے ہیں۔

قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تعالی نے ہر مؤمن کو اس کی ذمہ داری یاد دلائی ہے اور اسے یہ بتایا گیا کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کے احکام کی بجا آوری جہاں اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذاتی طور پر اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے پر چلے، وہیں اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے گھر والوں، بیوی، بال بچوں اور اپنے ماتحت رہنے والوں کو بھی اللہ کے احکام کا پابند بنانے کی کوشش کرے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته! الإمام راع و مسئول عن رعیته، والرجل راع فی أهله وهو مسئول عن رعیته" (بخاری شریف، حدیث:۸۹۳) تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی، حاکم وقت ذمہ دار ہے، اس کو اپنی رعیت کے متعلق جواب دہ ہونا پڑے گا، مرد ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے گھر والوں (ماتحتوں) کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ روایتوں میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم اپنے کو جہنم کی آگ سے بچائیں یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے، لیکن اپنے گھر والوں کو کیسے ہم آگ سے بچائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کو ان چیزوں سے روکو، منع کرو، جن چیزوں سے اللہ تعالی نے تم کو روکا ہے اور ان کو ان چیزوں کا حکم دو، جن کا اللہ تعالی نے تم کو حکم دیا ہے۔ "أن عمر رضی الله عنه قال لما نزلت هذه الآیة: یا رسول الله، نقی أنفسنا، فکیف لنا بأهلینا؟ فقال علیه الصلاة والسلام: تنهونهن عما نهاکم الله و تأمرونهن بما أمرکم الله" (روح المعانی/تفسیر قرطبی) قرآن کریم میں دوسری جگہ اللہ تعالی نے اس کو مزید واضح انداز میں یوں فرمایا "وأمر أهلك بالصلاة واصطبر علیها لانسئلك رزقا نحن نرزقك والعاقبة للتقوی" (طه:۱۳۲) اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیتے رہئے، اور آپ بھی اس کے پابند رہئے، ہم آپ سے معاش نہیں چاہتے، معاش تو ہم خود آپ کو دیں گے، اس آیت میں آپ ﷺ کو مخاطب بنا کر پوری امت سے خطاب کیا گیا ہے، خاص طور سے اس میں معاش کی طرف توجہ دلائی گئی کہ عام طور پر اس دنیا میں لوگوں کو مادی ساز وسامان، گھر مکان، کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے کی چیزوں کی بڑی فکر رہتی ہے اور یہی فکر اپنی اولاد کے سلسلہ میں ہوتی ہے، چنانچہ وہ اس تئیں بڑے بیدار ہوتے ہیں اور اس کے لئے ہر طرح کی تگ ودو کرتے ہیں، لیکن جو معاش دیتا ہے جس کے پاس اس کے سارے اسباب ہیں، اس سے تعلق قائم نہیں کرتے، اس لئے اللہ تعالی نے اس آیت میں خاص طور پر اس طرح توجہ دلائی کہ تم رازق مطلق سے رشتہ قائم رکھو وہ تمہارے سارے مادی دشواریوں کو حل کردے گا۔ "إن الله هو الرزاق ذو القوة المتین" (الذاریات:۵۸) "اللہ تو خود ہی روزی پہنچانے والا ہے، قوت والا ہے، مضبوط ہے" حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "یقول الله تعالی یاابن آدم تفرغ لعبادتي املأ صدرك غنی واسد فقرك إن لم تفعل ملأت صدرك شغلا ولم أسد فقرك" (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۴۱۰۷) اللہ تعالی فرماتا ہے اے ابن آدم تو میری عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرلے تو میں تیرے سینے کو غناء واستغناء سے بھردوں گا اور تیری محتاجی کو دور کردوں گا اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو تیرا سینہ فکر اور شغل سے بھردوں گا اور محتاجی دور نہ کروں گا، ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا "من جعل الهموم هما واحدا هم المعاد کفاه الله هم دنیاه و من تشعبت به الهموم فی أحوال الدنیا لم یبال الله به فی أی أودیته هلك" (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:۴۱۰۶) جو شخص اپنی ساری فکروں کو ایک فکر یعنی آخرت کی فکر بنادے تو اللہ تعالی اس کی دنیا کی فکروں کی کفالت کرلیتا ہے اور جو شخص دنیا ہی کی مختلف فکروں میں لگا رہے تو اللہ تعالی کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک وبرباد ہو۔ امام قرطبی اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم تمہارے اور ان کی روزی کی ذمہ داری لیتے ہیں "نحن نتکفل برزقك وإیاهم" آگے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا معمول تھا جب بھی کوئی تنگی ودشواری گھر والوں کو آتی تو ان کو نماز کا حکم دیتے۔ اللہ تعالی کا ارشاد "وما خلقت الجن والإنس إلا لیعبدون ما أرید منهم من رزق و ما أرید أن یطعمون" (الذاریات:۵۶-۵۷) "اور میں نے تو جنات وانسان کو پیدا ہی اسی غرض سے کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں۔ میں ان سے نہ روزی چاہتا ہوں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھلایا کریں۔" اس لئے ہمیں اپنی بیوی بال بچوں اور آل واولاد کے سلسلہ میں سب سے زیادہ اس کے دین کی فکر کرنی چاہئے اور یہ یقین رکھنا چاہئے کہ دنیا تو بقدر مقدر مل کر رہے گی "ولن تموت نفس حتی تستوفی رزقها" (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث:۱۱۸۵) کوئی نفس اپنا رزق پورا کئے بغیر دنیا سے رخصت نہیں ہوگی، غرض ہر مؤمن پر یہ لازم ہے کہ وہ خود بھی دیندار بنے اور اپنے کو جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کرے اور اپنے بال بچوں، بیوی واولاد اور ماتحتوں، ملازموں اور نوکر چاکروں کو بھی دین پر عمل کرانے کی پوری کوشش کرے تاکہ وہ بھی احکام الہی کے پابند ہوکر جہنم کی آگ سے بچ سکیں، (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

کیا مسجد کی زمین کو مندر کی تعمیر کے لیے دینا درست ہے:

ایسی مسجد جس پر غیروں نے جبرا قبضہ کرلیا ہو اور مسجد کے ڈھانچہ کو توڑ کر مندر کی شکل دے دی ہو، کیا مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ اس سے دست بردار ہوجائے اور اس بات پر صلح کرلے کہ مذکورہ مسجد کی زمین کو مندر کی تعمیر کے لیے چھوڑ دے اور اس کے عوض میں دوسری جگہ مسجد کی تعمیر کرے؟

الجواب ——— وباللّٰہ التوفیق

مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، واقف نے اس کو اللہ کی عبادت کے لیے وقف کیا ہے، نہ کہ غیر اللہ کی عبادت کے لیے، لہذا مسلمانوں کی ایمانی اور شرعی ذمہ داری ہے کہ مسجد کی بازیابی اور اس کی آبادی کے لیے پوری جدوجہد کریں اور کوئی ایسی صلح جس سے مسجد کی حیثیت تبدیل ہوجائے، قبول کرنے سے گریز کریں؛ کیوں کہ ایسی صلح شرعا جائز و درست نہیں ہے، ملاحظہ فرمایئے اس سلسلہ میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے تیرہویں فقہی سیمینار منعقدہ ۱۸-۲۱ر محرم ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۳-۱۶ر اپریل ۲۰۱۶ء کا متفقہ فیصلہ:

مساجد کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر بالکل واضح ہے اور اس پر جمہور امت کا اتفاق ہے کہ جس مقام پر ایک بار مسجد بنادی گئی، وہ قیامت تک کے لئے مسجد ہے، اب نہ اس کی خرید وفروخت ہوسکتی ہے، نہ وہ خطۂ ارض کسی اور کو ہبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ کوئی شخص، یا حکومت اس کی حیثیت کو تبدیل کرسکتی ہے، مسجد دراصل وہ حصہ زمین ہے، جسے ایک دفعہ مسجد کے لئے وقف کردیا گیا ہو، مسجد صرف در و دیوار اور مسجد میں استعمال ہونے والے تعمیری سامان کا نام نہیں؛ اس لئے اگر مسجد کی عمارت منہدم ہوجائے، یا اسے ظلماً منہدم کردیا جائے، یا کسی وجہ سے طویل عرصہ تک وہاں نماز نہ پڑھی جائے، تب بھی وہ مسجد باقی رہتی ہے اور مسلمانوں پر اس کو دوبارہ آباد کرنا شرعاً واجب ہے۔

مسجد کا مقصد کائنات کے حقیقی خالق و مالک کی عبادت اور غیر اللہ کی معبودیت کی نفی ہے؛ اس لئے مسجد کی زمین پر بت خانہ بنانے کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی؛ کیونکہ یہ مسجد کے مقصد کے عین برعکس بات ہوگی اور یہ نہ صرف مذہب وعقیدہ؛ بلکہ تقاضائے عقل کے بھی خلاف ہوگا کہ کوئی چیز اپنے برعکس مقصد کے لئے استعمال کی جائے۔

اسلام دنیا میں عقیدۂ توحید کا نمائندہ مذہب ہے اور وہ پوری انسانیت کو اس سچائی کی طرف دعوت دیتا ہے کہ اس کائنات کا خالق اور رب ایک ہی قادر مطلق ذات ہے، جس کا کوئی شریک نہیں؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ہمیں عدل اور رواداری کی تعلیم بھی دیتا ہے، وہ مذہب کے معاملہ میں کسی جبر واکراہ کا قائل نہیں، اس نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کسی فرد، یا قوم کی انفرادی، یا قومی اور مذہبی زمین پر قبضہ کرکے اسے زبردستی مسجد بنالیا جائے؛ اس لئے نہ صرف تاریخ؛ بلکہ عقیدہ اور اسلامی تاریخ کی رو سے بھی یہ بات صریحاً غلط ہے کہ مسلمانوں نے اس ملک میں کسی زمین، یا کسی قوم کی عبادت گاہ پر قبضہ کرکے اسے مسجد بنایا ہو۔

لہذا اسلامک فقہ اکیڈمی کا یہ سمینار متفقہ طور پر اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ بابری مسجد، یا کسی اور مسجد کے بارے میں ایسی کوئی صلح شرعی اعتبار سے قطعاً جائز نہیں کہ جس کا مقصد مسجد کی حیثیت کو تبدیل کرنا، یا نعوذ باللہ اسے بت خانہ بنانا ہو اور یہ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر اور علماء امت کا متفقہ فیصلہ ہے۔

آثار قدیمہ کے تحت لی گئی مساجد کا حکم:

ہندوستان میں بہت ساری قدیم مسجدیں ایسی ہیں جو مسلم حکمرانوں کے دور کی بنی ہوئی ہیں، ان مسجدوں کو حکومت ہند نے آثار قدیمہ قرار دے کر اپنی تحویل میں لے لی ہے، ان میں نماز نہیں ہوتی ہے، ان مسجدوں کا حکم کیا ہے۔

الجواب ——— وباللّٰہ التوفیق

وہ مساجد جن کو حکومت نے آثار قدیمہ کے عنوان سے اپنی تحویل میں لے لی ہے، ان مساجد کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ قیامت تک مسجد ہے اور اس کی مسجدیت کو کسی حال میں بھی ختم نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ولو خرب ما هوله واستغنی عنه یبقی مسجداً عندالإمام والثانی أبدا إلی قیام الساعة وبه یفتي. (الدرالمختار علی صدر ردالمحتار: ٦/٥٤٨)

محدث کبیر علامہ نووی فرماتے ہیں: **أما المسجد فإنه إذا انهدم وتعذرت إعادته فإنه لا یباع بحال لإمکان الإنتفاع به حالا بالصلوٰة فی أرضه. (شرح المهذب: ١٥/٣٦٠)**

مسلمانوں کی شرعی ذمہ داری ہے کہ قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے حکومت سے ان مساجد کے کھولنے اور ان میں نماز کی اجازت دینے کا مطالبہ کریں، حکومت کو چاہئے کہ ان میں نماز کی اجازت دے دے؛ تاکہ مسجد کی تعمیر کا مقصد حاصل ہو اور عبادت کی ذریعہ اس کی حفاظت کا کام بہتر طور پر انجام پاسکے، اگر حکومت اس میں نماز کی اجازت نہیں دیتی ہے تو یہ اس کی بدنیتی پر محمول ہوگا، مسلمانوں کے مذہبی حقوق میں مداخلت سمجھا جائے گا اور عند اللہ بہت بڑا ظلم ہوگا، جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

﴿ومن اظلم من منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها اولئک ما کان لهم ان یدخلوها إلا خائفین لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الآخرة عذاب عظیم﴾ (البقرة: ١١٤) (اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا، جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے روکے اور اس کو ویران کرنے کے درپے ہو، وہ تو اس لائق بھی نہیں کہ بے خوف ہوکر مسجدوں مین داخل ہوں، ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 8 مورخہ ۲؍جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۹؍فروری ۲۰۱۸ء روز سوموار

اجتماعی زندگی کے تقاضے

اسلام نے انفرادی واجتماعی زندگی کے لیے جو ہدایات دی ہیں، ان میں انفرادی زندگی کے معاملات ومسائل میں استخارہ کواہمیت دی گئی ہے، اوراجتماعی معاملات میں ہدایات یعنی مشورہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے، ایسا تو ممکن ہے کہ آدمی اپنے انفرادی معاملات ومسائل میں بھی استخارہ کے ساتھ یا بغیر استخارہ کے اپنے بڑوں سے مشورہ کرلے اوراسی کے مطابق فیصلہ لے، لیکن اجتماعی زندگی میں یہ درست نہیں ہوگا کہ بغیر مشورہ کے فیصلے لے لیے جائیں، کیوں کہ انسان کا نفس عجیب وغریب واقع ہوا ہے، اور شیطان اس کو دنیوی اوراخروی زندگی میں ذلیل ورسوا کرنے کے لیے ہر پل اور ہر سمت سے موقع کی تاک میں ہے کہ کب اس کو صراط مستقیم سے ہٹا کر زیغ وضلال میں مبتلا کردے، اجتماعی معاملات کو نرم دلی کے ساتھ حل کرنا، سخت دلی اوراپنی بات پر اڑنے سے گریز، معاملات میں مشورے، غلطی نیز کمی کوتاہی پر ایک دوسرے کو معاف کردینا اوراللہ سے مغفرت طلب کرنا اسلام میں اجتماعی زندگی کے تقاضے ہیں، ان تقاضوں کو برتنے سے انسانی جدوجہد کو صحیح رخ ملتا ہے اور فیصلے کا قبلہ وکعبہ درست رہتا ہے، ایسا اس لیے بھی ضروری ہے کہ جب کسی معاملہ میں مختلف لوگوں کی رائے سامنے آتی ہے تو اپنی رائے کی خوبی وخامی اوراپنے ذہن ودماغ کی قلعی کھلتی ہے، اور معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنی رائے کولوگوں پر تھوپ دیتا تو اس کے کیسے بھیانک اور خطرناک نتائج سامنے آتے۔

بابری مسجد کا قضیہ اجتماعی معاملہ ہے، اسے آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے بابری مسجد کے نام پر ہو رہے خون خرابے کو ختم کرنے اور روز روز کے احتجاج، دھرنے مظاہرے سے تنگ آکر مسلمانوں کے مطالبات کی بنیاد پر اپنی جدوجہد کا مرکز بنایا تھا، بورڈ کے ذریعہ اس معاملے کو اپنے دائرہ کار میں لے لینے کی وجہ سے ہنگاموں میں کمی آئی تھی، اور ہندو شدت پسندوں کی طرف سے ہو رہے اقدامات بھی رک سے گیے تھے، اس درمیان کم وبیش گیارہ بار عدالت سے باہر اس مسئلہ کو نمٹانے کے لئے مختلف سطح پر کوششیں کی گئیں، لیکن اس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلا بلکہ لوگوں میں غلط فہمیاں پیدا ہوئیں اوراس سے ملی کاز کو سخت نقصان پہونچا، کچھ دنوں قبل سپریم کورٹ کے معزز جج نے بھی اسے عدالت سے باہر حل کرنے کی صورت میں اپنی خدمات پیش کرنے کی تجویز رکھی، لیکن اس کی حیثیت بیان بازی سے آگے نہیں بڑھ سکی، نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں فریق اس پر راضی رہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے ہم پابند ہیں، دوسرے فریق کی جانب سے بھی کبھی اس فیصلے کی ان دیکھی کرنے کی بات سامنے آئی، لیکن مسلمان اس پر ہمیشہ آمادہ رہے کہ وہ عدالت عظمیٰ کے فیصلے کو تسلیم کریں گے، خواہ وہ مسلمانوں کے خلاف ہی کیوں نہ آئے، عدالت نے بھی اس قضیہ کی سنوائی کے لیے پہلے ۸؍فروری ۲۰۱۸ء کی تاریخ مقرر کی، لیکن ہزاروں صفحات پر مشتمل دستاویز کے انگریزی ترجمے کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس نے اس کی تاریخ بڑھا کر ۱۴؍مارچ کر دیا، اب مسلمانوں کو اس کا انتظار ہے کہ وہ تاریخ آوے، عدالت میں بحث ہو اور فیصلہ ہو جائے، وکالتی اور قانونی سطح پر دونوں فریق نے تیاری کرلی ہے اور توقع کی جاتی ہے کہ سنوائی کے بعد عدالت نے اپنے فیصلوں کو محفوظ کرنے کی روایت پر عمل نہ کیا اور فوری فیصلہ سنا دیا تو ڈیڑھ ماہ میں اب یہ قضیہ ختم ہوا ہی چاہتا ہے۔ ہندوستانی مسلمانون کو بابری مسجد سے متعلق بورڈ کے اس موقف پر پورا اعتماد ہے اور وہ وہی چاہتے ہیں جو مسلم پرسنل لابورڈ چاہتا ہے۔

مسلم پرسنل لابورڈ کے اس موقف کے خلاف بورڈ کے ایک دوارکان عدالت سے باہر ذاتی طور پر ہندو دھرم گروؤں سے اس مسئلے پر ملتے رہے ہیں، لیکن ان کا رویہ ملاقات تک محدود رہا، انہوں نے آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے اوپر کسی قسم کا الزام نہیں لگایا، بورڈ کی قیادت پر کسی قسم کے سوال نہیں کھڑے کیے، اس لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے ان پر کوئی کارروائی نہیں کی اوران کی ذاتی رائے وقت کے گردوغبار میں دب کر رہ گئی۔

لیکن اب کے عدالت سے باہر اس قضیے کو حل کرنے کی آواز ہندو مذہب کے پیشوا اعلیٰ سے ملاقات تک محدود نہیں رہی، بلکہ اس کے لیے ایک منصوبہ بھی ترتیب دیا گیا، اس کے تحت اس زمین سے دست بردار ہو کر دوسری جگہ مسجد اور یونیورسٹی بنانے کے لئے زمین حاصل کرنے اور کسی دوسری مسجد کے خلاف فرقہ پرستوں کی طرف سے آواز نہیں بلند کرنے کی شرط پر بابری مسجد کی جگہ ہندوؤں کے حوالہ کر دینے کی بات سامنے آئی، آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ پر طرح طرح کے الزامات ایک ایسے شخص نے لگائے جو گذشتہ تیس سالوں سے بورڈ کے ارکان میں شامل تھا، اس منصوبہ کے سامنے آنے پر بورڈ کے ارکان کو سخت صدمہ پہونچا، اوراس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ ان کو بورڈ سے خارج کر دیا جائے، تا کہ ان کے ذاتی فیصلے کو بورڈ کی رائے نہ سمجھا جائے، یہ ایک تکلیف دہ عمل تھا جسے بادل ناخواستہ بورڈ کے اجلاس حیدرآباد میں انجام دینا پڑا، ہندوستانی مسلمانوں نے اس کی ستائش کی، البتہ غالی معتقدین اور شاگردوں میں سے چند نے حق شاگردی میں سوشل میڈیا میں طوفان بدتمیزی برپا کیا ہے، جس کا نقصان ملت اور خود ان کے استاذ کو اٹھانا پڑ رہا ہے۔

جہاں تک اس منصوبے کا سوال ہے، اس میں کوئی معقولیت اس وجہ سے نہیں ہے کہ مسلمان ابھی اتنے کمزور نہیں ہوئے ہیں کہ مسجد اور یونیورسٹی بنانے کے نام پر مسجد کی زمین کا سودا کرلیں، یہاں بغیر سرکاری سرپرستی کے سینکڑوں مسجد اور کئی یونیورسیٹیاں مسلمانوں نے بنائی ہے، چنانچہ جہاں اور جیسی ضرورت محسوس ہوگی مسلمان مسجد اور یونیورسٹی بنالیں گے، دیوبند کی مسجد رشید، دہلی کی ہمدرد یونیورسٹی اور جودھپور کی مولانا آزاد یونیورسٹی اس کی تازہ مثال ہے۔

رہ گیا تجویز کا دوسرا جز کہ فرقہ پرست دوسری مسجدوں پر دعویداری نہیں کریں گے، اس کو تسلیم کرنیکا مطلب ہے کہ ہم نے ماضی کے تجربہ سے کچھ نہیں سیکھا، جن لوگوں نے کارسیوا کے موقع سے بابری مسجد کے تحفظ کا حلف نامہ عدالت میں داخل کیا تھا، انہیں کے لوگوں نے ہجومی تشدد کے ذریعہ بابری مسجد کو شہید کر دیا، ایسے میں اس طرح کے کھوکھلے وعدوں کا کیا اعتبار ہوگا۔ بقول غالب

تیرے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان! جھوٹ جانا   کہ خوشی سے مرنہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

ضمیر فروش

ہندوستانی افواج، وطن کی محبت میں سرشار ہیں اور ملک کی دفاع میں اس کی قربانی لاثانی ہے، ان لوگوں نے ملک کے لیے اپنی سب سے قیمتی چیز جان قربان کرنے کا حلف لے رکھا ہے اور جب بھی وطن کو ضرورت ہوتی ہے اور ہوئی ہے ہماری بہادر افواج نے اپنے اس حلف کی لاج رکھی ہے اور ہم اطمینان کی نینداس لیے سوتے ہیں کہ سرحد پر ملک کے لیے جان نثاری کے جذبے سے سرشار لوگ موجود ہیں، ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ان شیروں کی جماعت میں بعض ضمیر فروش بھیڑیے بھی کبھی کبھی داخل ہو جاتے ہیں، اور وہ ملک کے راز کا سودا دوسرے ملکوں سے چند ٹکوں کے عوض کرنے لگتے ہیں پورا ملک ان کی اس گھناؤنی حرکت سے شرمسار ہوتا ہے، ایسا ہی ایک واقعہ ابھی حال میں پیش آیا، جس میں کیپٹن کے عہدہ پر فائز ایک افسر پر پاکستان کے لیے جاسوسی کرنے کا سنگین الزام لگا ہے، یہ واقعہ مسلمانوں سے حب الوطنی کا سرٹیفکٹ مانگنے والوں کے منہہ پر یہ ایک کرارا طمانچہ ہے۔

خبروں کے مطابق کیپٹن نے دوعورتوں سے فیس بک پر رابطہ بنالیا تھا، بعد میں وہاٹس ایپ کے ذریعہ ملک کے خفیہ فوجی راز سپلائی کرنے لگا، اس نے سوشل میڈیا پر سرگرم ہونے کے لیے ضابطہ کی دھجیاں اڑائیں، وہاں کے ضابطہ کے مطابق فوج کا کوئی بھی شخص اپنی پہچان، عہدہ، تعیناتی کی جگہ اور دوسری پیشہ وارانہ معلومات کسی کو فراہم نہیں کرسکتا، ضابطہ کے مطابق وردی کے ساتھ اس کی تصویر نہ تو پروفائل میں ڈالی جاسکتی ہے اور نہ ہی سوشل میڈیا پر بھیجا جاسکتا ہے، محکمہ نے فوری کارروائی کرکے اسے پندرہ دنوں کے لیے جیل بھیج دیا ہے، تحقیقات مکمل ہونے پر مزید تفصیلات سامنے آسکتی ہیں، ضرورت ہے کہ ہماری خفیہ ایجنسی اس بات کو یقینی بنائے کہ فوج میں ایسا کوئی ضمیر فروش باقی نہیں رہے، یہ ہمارے ملک کی سلامتی، تحفظ اور دفاع سے جڑا ہوا معاملہ ہے، اسے ہم کسی بھی قیمت پر نظر انداز نہیں کرسکتے، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ فوج کے اندر چھپے جاسوسوں پر سخت کارروائی کرے تاکہ اس قسم کے واقعات پھر کبھی سامنے نہ آئیں۔

رتھ یاترا

۲۰۱۹ء مشن کو کامیاب کرنے کے لیے وشو ہندو پریشد نے اجودھیا سے رام راجیہ رتھ یاترا ۱۴؍فروری ۲۰۱۸ء سے شروع کیا ہے، یہ رتھ یاترا چھ ریاستوں سے گذر کر دو مہینے دس دن بعد ۲۵؍مارچ کو رامیشورم پہونچے گی، رتھ یاترا کو وی اچ پی کے لیڈر چینیت رائے نے ہری جھنڈی دکھا کر روانہ کیا، اس موقع سے وی ایچ پی کے ترجمان اشوک تیواری نے ایک بھڑکاؤ بھاشن دیا اور سادھو سنتوں سے رام مندر تعمیر کو یقینی بنانے کا حلف لیا، سفر کے شروع میں ہی جس طرح سے جذبات کو برانگیختہ کرنے والی تقریریں کی گئیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ یاترا لال کرشن اڈوانی کے رام راجیہ یاترا کی طرح ہی اتر پردیش، تامل ناڈو، مدھیہ پردیش اور کرناٹک وغیرہ میں فرقہ وارانہ تناؤ اور فساد کرنے کا پیش خیمہ بنے گی، آر ایس ایس کی اس ذیلی تنظیم کو امید ہے کہ جس طرح ۱۹۹۰ء میں اڈوانی کی رتھ یاترا نے ہندو ووٹروں کو متحد کر دیا تھا اور بی جے پی کو مقبولیت ملی تھی، ویسے ہی اس رتھ یاترا کے ذریعہ ۲۰۱۹ء کے انتخابات میں بی جے پی اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگی، اس یاترا کی شروعات اجودھیا کے کارسیوک پورم علاقہ میں ایک خاص کارخانہ سے کی گئی ہے، اس کارخانہ میں ۱۹۹۰ء سے رام مندر کی تعمیر کے لیے پتھر تراش تراش کر جمع کیے جا رہے ہیں اور کیا بعید کہ ہجومی کارسیوکوں کے ذریعہ ہندوستان کے تمام دستوری تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر کام شروع کرنے کا منصوبہ بھی بنالیا گیا ہو، حکومت کو اس قسم کے کسی اقدام پر سخت نگاہ رکھنی چاہیے، کیوں کہ اس سے ملک میں فرقہ واریت کو فروغ ملے گا اور ملک میں امن وشانتی کی فضا ختم ہو کر رہ جائے گی، ہم تو صرف نیک وبد حکومت کو سمجھانے کا کام کرسکتے ہیں، جو مسلسل کر رہے ہیں۔

گبر سنگھ ٹیکس

کچھ سمجھا آپ نے، گبر سنگھ ٹیکس (جی ایس ٹی) کا فل فارم گبر سنگھ ٹیکس ہے، یعنی زور زبردستی اور جبر واکراہ کے ساتھ وصولا جانے والا ٹیکس؛ گبر سنگھ مشہور ڈاکو تھا، جس کے خوف سے لوگ تھر تھر کانپتے تھے، وہ جس کے یہاں جو چیز چاہتا لوٹ لیتا، گویا ''گبر'' طاقت اور شہہ زوری کی علامت ہے، ممبئی ہائی کورٹ نے گڈس اینڈ سروس ٹیکس (جی ایس ٹی) کے بارے میں سخت تبصرہ کیا ہے اور جی ایس ٹی کو آسان بنانے کے لیے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو لازمی اقدامات کرنے کا حکم دیا ہے، جسٹس ایس سی دھرمادھیکاری اور بھاتی ڈانگرے کی بینچ نے مرکزی حکومت سے ۱۶؍فروری ۲۰۱۸ء تک جواب طلب کیا ہے، عدالت نے امید ظاہر کی ہے کہ اس سے قانون کو نافذ کرنے والے اب جاگیں گے اوراسے صحیح طریقے پر نافذ کریں گے، عدالت نے واضح کیا کہ ملک کی تصویر اور وقار کی حفاظت کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے، جج صاحبان نے اس امید کا بھی اظہار کیا ہے کہ ایسی درخواستوں میں کمی آئیگی، عدالت نے یہ بھی کہا کہ کسی چیز کے نفاذ کے لیے پارلیامنٹ یا کابینہ کی میٹنگ بلانا حکومت کا معاملہ ہے، اس کا ٹیکس دہندگان سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، اہم بات یہ ہے کہ جی ایس ٹی کے ویب سائٹ اور پورٹل تک ٹیکس دہندگان کی پہونچ یقینی ہونی چاہیے۔

مولانا سید رضا کریم استھانوی رحمۃ اللہ علیہ

یادوں کے چراغ ---طلحہ نعمت ندوی (استھانواں بہار شریف)

مولانا سید رضا کریم استھانویؒ اس دور زریں کی یادگار تھے جب ہمارے خطۂ بہار شریف کے چمنستان علم نے خزاں کا موسم نہیں دیکھا تھا، ان کی آنکھوں نے اس علاقہ کے بیشتر اساطین علم وفضل کی زیارت کی تھی، علامہ سید سلیمان ندوی کی زیارت کرنے والے اہل علم میں ہمارے خطہ میں شاید وہ تنہا باقی رہ گئے تھے جنہیں حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت اوران کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا تھا۔انہوں نے حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوکران سے بھی علمی استفادہ کیا تھا، نیزان کی زندگی کی آخری خدمت (تجہیز وتکفین) میں شرکت کی سعادت بھی ان کے حصہ میں آئی تھی۔

مولانا کے والدمحترم حافظ حفیظ الکریمؒ صاحب قرآن پاک کے جید حافظ تھے۔حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری کے دست گرفتہ اور معتقد تھے۔مدرسہ محمدیہ استھانواں میں بچوں کوقرآن پاک حفظ کرانے کی خدمت ان کے سپرد تھی، جسے وہ تادم واپسیں سعادت آخرت سمجھ کربحسن وخوبی انجام دیتے رہے، اور حفاظ کی ایک بڑی جماعت تیار کردی، حفظ قرآن پاک کے علاوہ عربی کے ابتدائی درجات میں صرف ونحو کی کتابیں بھی ایک عرصہ تک پڑھائیں۔گھر میں بھی مکتب اور قرآن پاک کی تعلیم کا نظم تھا، چنانچہ صبح وشام وہ بچوں کوتعلیم دیتے،ضعف وپیرانہ سالی کے باوجود اپنی وفات تک مسلسل یہ خدمت انجام دیتے رہے۔۱۴/مارچ ۱۹۸۱ء (۱۴۰۱ھ) میں وفات پائی اور استھانواں کے مشرقی قبرستان میں دفن ہوئے۔مولانا کا آبائی وطن ضلع نالندہ کا ایک دورافتادہ گاؤں موضع کونند ہے، اور یہی آپ کا مرزبوم بھی ہے، لیکن مولانا کے والدمحترم حافظ حفیظ الکریم صاحب نے مدرسہ محمدیہ میں تدریسی خدمت کی بناپر استھانواں ہی میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی اور یہیں کے ہورہے تھے۔مولانا کی تعلیم کا آغاز مدرسہ محمدیہ ہی سے ہوا، یہ مدرسہ کا دور آغاز تھا، اس وقت یہاں عربی کے متوسط درجات تک تعلیم کا نظم تھا، یہاں رہ کرانہوں نے ناظم مدرسہ مولانا سید محمد ندویؒ (۱) اور مولانا محمد اخلاق قاسمیؒ (۲) اورصدرالمدرسین مولانا محمد قاسم ندویؒ (۳) جیسے جیدالاستعداد اساتذہ سے کسب فیض کیا۔مدرسہ کا نصاب درس مکمل کرنے کے بعدمدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں داخلہ لیا۔اس وقت مدرسہ عزیزیہ گرچہ اپنی سابقہ عظمت کھوچکا تھا لیکن ہنوزاس میں علم کی شمع روشن تھی، وہ اس وقت بھی نہ صرف پورے علاقہ بلکہ پورے صوبہ کے طلبہ کا مرجع تھا، ممتاز اورفاضل اساتذہ منصب تدریس پر فائز تھے جس میں مولانا عبداللہ ادیب بہاریؒ، مدرسہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف صاحبؒ، مولانا ریاض الحق چمپارنیؒ (جو بعد میں دارالعلوم دیوبند کے استاذ تفسیر ہوئے)، مدرسہ کے ناظم مولانا ابراہیم صاحب اور بہار شریف کے مشہور صاحب تصانیف عالم مولانا عبدالمتین ساکن بساریگہہ بہار شریف اوران کے وطن کے مشہور شاعر اور حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمۃ کے خویش مولانا علی حسن رونق استھانویؒ قابل ذکر ہیں۔ہم ان حضرات کے حالات سے عدم واقفیت کی بناپران کے بارے میں اپنے قارئین کومعلومات فراہم کرنے سے قاصر ہیں۔

مولانا نے مدرسہ میں فاضل کی تعلیم مکمل کی، سن فراغت کا علم نہیں، اوراس کے بعد اس دور میں مدرسہ کے عام معمول کے برعکس اور طلبہ کے عام رجحان کے خلاف خدمت دین کواپنی زندگی کا مشن بنایا، چنانچہ تکمیل تعلیم کے بعدامارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں نائب مفتی کے عہدہ پرفائز ہوئے، اسی دوران وہاں کے ترجمان ''نقیب'' کے ادارتی عملہ میں شامل ہوکر مضامین ومقالات بھی تحریر کرتے رہے، جس سے ان کے قلم میں زور پیدا ہوا اورتحریری صلاحیت نکھر کرسامنے آئی۔ان کے زورقلم میں شاید ان کے ہم وطن مشفق استاد مولانا سید محمد ندوی سے استفادہ کا بھی اثر ہو جوایک کہنہ مشق صاحب قلم تھے، اگرچہ ان کی تحریری یادگاریں منظر عام پرنہیں آسکیں۔امارت سے اسی وابستگی کی بناپر بعد میں انہیں اس کی طرف سے اپنے علاقہ کا نقیب مقرر کیا گیا، جس کی تحریری اطلاع مولانا کے کاغذات میں راقم کی نظر سے گذری ہے۔کچھ دنوں کے بعد آپ کا تقرر مدرسہ محمدیہ میں مدرس کے عہدہ پرہوا، پھرحضرت مولانا سید فصیح احمد صاحب استھانویؒ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد صدرالمدرسین کے عہدہ پر فائز ہوئے اورتقریباً نصف صدی تک مسجد کے منبرومحراب سے لے کر مدرسہ محمدیہ اورقرب وجوار کی فضاؤں کواپنی نواسنجیوں سے معمور رکھا، اس دوران آپ کومتوسطات سے لے کرمختلف علوم وفنون کی منتہی کتابوں کی تدریس کا موقع ملا، مولانا کی تدریسی خدمات کئی دہائیوں کومحیط ہیں، جس کی بناپر وہ ایک تجربہ کاراور کامیاب مدرسین میں شامل ہونے کا حق رکھتے ہیں، چندسالوں قبل مولانا ابوالکلام قاسمی سابق پرنسپل مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ کا ایک مضمون نظر سے گذرا تھا جس میں انہوں نے مولانا کو بہار کے نامور اور کامیاب مدرسین میں شمار کیا ہے۔

مولانا مدرسہ عزیزیہ کے اس دور کے فارغ التحصیل تھے جب حکومت نے اسے اپنی نگرانی میں لے کراس کی روح سلب کرلی تھی، مدرسہ اپنی معنوی قدروقیمت کھوچکا تھا، عام طور پر وہاں کے فارغین دیگر مدارس بورڈ کی طرح مذہبی روح اور دینی اقدار وروایات سے عاری ہو نکلتے اور کسی سرکاری ملازمت سے وابستہ ہوکرزندگی گذار دیتے، اس دور میں مولانا نے نہ صرف دینی شعار کواپنے سینہ سے لگائے رکھا بلکہ اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں پوری طرح منہمک ومصروف رہے اورتدریس کے ساتھ تصوف ودعوت کوبھی حرز جان بنائے رہے۔

مولانا کا اصلاحی تعلق مولانا منور حسین صاحب پورنوی بہاری خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدھما سے تھا، حضرت والا ان کی درخواست پراستھانواں بھی تشریف لائے تھے اور یہاں کے باشندوں کواپنے روحانی فیوض سے مستفید فرمایا تھا اور بہت سے لوگوں سے بیعت لی تھی، لیکن مولانا نے اس کواپنی روحانی زندگی کا ایک قدم سمجھا اوراسی پراکتفا کرنے کے بجائے زحمت سفر برداشت کرکے خود حضرت شیخ کی خدمت میں سہارنپور تشریف لے گئے اوران کے دست مبارک پر بیعت کی، اوران کی روحانی مجالس اورفیوض وبرکات سے فائدہ اٹھایا۔

مولانا نے ۱۳۴۵ھ (۱۹۲۶ء) میں اس عالم رنگ وبو میں آنکھیں کھولیں اور ۱۴۳۵ھ (۲۰۱۴ء) میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے، اس طرح ہجری تاریخ کے لحاظ سے اپ نے عمر کی ۹۰ بہاریں دیکھیں، اس دوران گردش ایام نے بیسیوں کروٹیں بدلیں، خودان کا وطن اور علاقہ خون آشام فسادات کی زد میں آکرزیروزبر ہوگیا اوراس پر بہار چمن پرایسی خزاں آئی کہ اس کے اثرات اب تک باقی ہیں۔

جب راقم کی تعلیمی زندگی کا آغاز ہوا تو مولانا اپنے طویل مدت تدریس اور صدر مدرس کی خدمت سے سبکدوش ہوچکے تھے لیکن مسجد کے منبرومحراب اوراطراف کی بستیاں ان کے ہنگاموں سے پرشور تھیں، اکثر جمعہ میں سامعین کواپنے مواعظ سے مستفید فرماتے، تقریر پورے اطمینان وسکون سے کرتے اورمتانت وسنجیدگی کا پورالحاظ رکھتے، یہی حال نماز میں ان کی قرأت کا تھا۔ ہر ہر ادا سے وقار وسکون کا اظہار ہوتا۔

مولانا گرچہ ضعیف ہوچکے تھے، لیکن ان کی ہمت ہمیشہ جوان رہی، جب تک ہمت ساتھ دیتی رہی مسجد تشریف لاتے رہے، راقم نے اپنے آغاز شعور ہی سے مولانا کواپنی سادہ وضع میں عبادت وخدمت دین میں مصروف دیکھا، نماز باجماعت کے علاوہ تلاوت قرآن اوراذکار واوراد اور یومیہ وظائف پوری پابندی سے مسجد ہی میں پورے کرتے، مدرسہ کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے بعدتو یہ معمول ہوگیا تھا کہ عام طور پراذان سے کچھ پہلے ہی مسجد تشریف لے آتے اورنماز کے بعد دیر تک مسجد میں ذکروتلاوت میں مشغول رہتے، علاقہ میں جہاں کہیں دینی جلسے منعقد ہوتے آپ کوتقریر کی دعوت دی جاتی، شہر بہار شریف کے بعض مدارس کے سالانہ اجلاس میں جومولانا کی صدارت میں منعقد ہوئے راقم کوبھی مولانا کی ہمرکابی یاشرف حاصل ہوا ہے۔دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تعلیم کے دوران جب تعطیلات میں وطن حاضر ہوتا تو مولانا کی خدمت میں حاضری دیتا اور مولانا ازراہ عنایت اپنے شاگرزادہ کواپنی شفقتوں سے نوازتے۔ایک بارراقم نے سوال کیا کہ کیا آپ نے علامہ سید سلیمان ندوی کودیکھا ہے، کہنے لگے، ہاں دیکھا ہے، میرے بچپن میں سید صاحب اور مولانا گیلانی دونوں حضرات ایک جلسہ میں تشریف لائے تھے، اورمیں نے ان کی تقریر سنی تھی، پھرفرمایا کہ مجھے وہ منظر بھی خوب یاد ہے جب حضرت گیلانیؒ ایک جلسۂ سیرت میں یہاں تشریف لائے، اس جلسہ میں علامہ سید سلیمان ندوی کی خبروفات نے انہیں تڑپادیا تھا اوروہ زاروقطار روئے تھے۔اس خطہ کے دیگر اہل علم سے متعلق بھی ان سے بہت سی معلومات حاصل ہوئیں، جن میں سے اکثر کوانہیں دیکھنے یاان کے دیکھنے والوں سے ملنے اورملاقات کرنے کا موقع ملا تھا۔

مولانا دوتین سال سے صاحب فراش ہوگئے تھے، اس دوران جب بھی وطن جانا ہوتا توان کی خدمت میں حاضری ہوتی، مولانا کے اعضاء گرچہ ان کا ساتھ چھوڑ چکے تھے لیکن حواس سلامت تھے، اس لئے جاتے ہی پہچان لیتے، کسی تعارف کی ضرورت نہیں پیش آتی۔

ظاہر ہے کہ کوئی انسان معصوم نہیں ہوتا، بتقاضائے فطرت اس سے کچھ نہ کچھ غلطیاں ضرور ہوتی ہیں لیکن وہ انسان قابل قدر ہے جس کی نیکیاں اس کی کوتاہیوں پرغالب ہوں، مولانا مرحوم اس میزان پرپورے اترتے ہیں۔

بارالہا! تیرے دین کا خادم جس کا نام تیری رضاجوئی کا رمز اوراس کی زندگی اس نام کی علمی تشریح تھی تیرے حضور میں حاضر ہے، اسے اپنی رحمتوں کی آغوش میں جگہ دے، اپنے عفووکرم کی چادر سے ڈھانپ لے اوراس کی لغزشوں سے درگذر فرما۔

پٹنہ کے تاریخی گاندھی میدان میں

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیراہتمام

عظیم الشان

دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس

تاریخ 15/اپریل 2018 روزاتوار بوقت دس بجے دن

زیر صدارت :

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ وسجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر

- کلمہ کی بنیاد پر ملت کا اتحاد
- دین وشریعت اوردستور مخالف کوششوں کا خاتمہ
- آئینی حقوق وجمہوری اقدار کی پاسداری
- اقلیتوں کی حفاظت اور عدل وانصاف کا قیام
- خواتین کی عظمت اوران کے حقوق کی حفاظت
- تعلیم واخلاق کا فروغ اور پرامن معاشرہ کی تشکیل

لہٰذا تمام علماء، ائمۂ مساجد، ارباب مدارس، نقباء امارت شرعیہ، سماجی کارکنان، دانشوران، نوجوانان اور عام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ اس عظیم الشان تاریخی کانفرنس کو اپنے بھرپور تعاون سے کامیاب بنائیں اور لاکھوں کی تعداد میں شریک اجلاس ہوکر ملی بیداری اوراتحاد کا ثبوت دیں۔

اپیل کنندگان: اراکین مجلس استقبالیہ ''دین بچاؤ دیش بچاؤ'' کانفرنس گاندھی میدان پٹنہ

رابطہ نمبر: 0612-2555668,2555351

شائع کردہ: شعبۂ نشرواشاعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف، پٹنہ۔۸۰۱۵۰۵

اسلام کا قانون طلاق

مولانا صدر عالم قاسمی

شریعت کی نگاہ میں نکاح ایک پاکیزہ، ٹھوس اور پائیدار رشتۂ الفت ومحبت ہے، اسلام میں اس معاملہ کو اتنا تقدس حاصل ہے کہ اسے عبادت قرار دیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ نکاح کے تعلق سے بعض ایسی چیزیں بھی مشروع ومشروط ہیں، جو دوسرے معاملات میں نہیں پائی جاتیں، مثلا: اعلان، خطبہ، گواہ، ولیمہ وغیرہ، کیوں کہ یہ مقدس رشتہ انسانوں کی عفت وپاکدامنی کا ذریعہ بنتا ہے، اس کی وجہ سے دو دل ہی نہیں ملتے؛ بلکہ دو اجنبی خاندان ایک دوسرے سے قریب آجاتے ہیں اور ان کے درمیان الفت ومحبت پیدا ہوجاتی ہے، اس لیے اسلام چاہتا ہے کہ میاں بیوی ہمیشہ اس رشتہ کو قائم رکھیں اور ہر چھوٹی بری بات کی وجہ سے اس مقدس رشتہ کو نہ توڑیں؛ اس لیے کہ یہ رشتہ جہاں ایک طرف معاشرے میں بہت سی اچھائیاں لاتا ہے، خدانخواستہ اگر ٹوٹا تو اتنے ہی زیادہ مفاسد کا ذریعہ بن جاتا ہے، اس رشتے کے ٹوٹنے کے نتیجے میں دو زندگیاں ویران ہوجاتی ہیں، معصوم بچوں کو باپ کی شفقت یا ماں کی ممتا دونوں میں سے کسی ایک سے محروم ہونا پڑتا ہے، ان کا مستقبل تاریک ہوجاتا ہے، دو خاندان جو ایک دوسرے سے قریب ہوئے تھے، اب اتنے ہی دور ہوجاتے ہیں، ان کے درمیان بجائے الفت ومحبت کے نفرت اور عداوت پیدا ہوجاتی ہے، اس لیے اسلام نے ابتدا ہی سے ان تمام دروازوں کو بند کردیا ہے، جو اس رشتہ کے ٹوٹنے کا ذریعہ بنیں؛ اس لیے نکاح میں خود لڑکا ولڑکی کی رضامندی کو ضروری قرار دیا ہے؛ بلکہ اس رشتہ کے استحکام وبقا کے لیے اسلام نے بعض ایسی باتوں کو بھی گوارہ کرلیا ہے، جو اسلام کے عمومی تعلیمات ونظریات سے میل نہیں کھاتیں، مثلا اسلام میں پردہ کی کتنی اہمیت ہے، وہ سب پر واضح ہے؛ لیکن منگیتر (یعنی جس لڑکی کو نکاح کا پیغام دیا جارہا ہے، اس) کو دیکھنے کی نہ صرف اجازت دی گئی ہے؛ بلکہ اسے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

طلاق چونکہ اسی مقدس رشتہ کو توڑنے کا نام ہے؛ اس لیے اسلام کی نگاہ میں طلاق ایک انتہائی ناپسندیدہ چیز ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے جن چیزوں کی اجازت دی ہے، ان میں سب سے زیادہ مبغوض وناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (ابوداؤد: ۱/۲۹۶) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے معاذ! اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر جتنی چیزیں پیدا کیں، ان میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ چیز طلاق ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اور روئے زمین پر کوئی چیز اللہ نے ایسی پیدا نہیں کی، جو طلاق دینے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو مبغوض اور ناپسندیدہ ہو۔ (مشکوٰۃ: ۲۸۴)

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ طلاق ایک ناپسندیدہ اور تکلیف دہ چیز ہونے کے باوجود کبھی کبھی یہی ناپسندیدہ چیز ازدواجی زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت بن جاتی ہے اور بعض مرتبہ انسان ایک ناپسندیدہ اور تکلیف دہ چیز کو بھی ضرورت کی وجہ سے گوارا کرلیا کرتا ہے، مثلا بیت الخلا ایک ناپسندیدہ جگہ ہے، اس کے باوجود ضرورت کی وجہ سے ہر گھر میں اس کی گنجائش رکھی جاتی ہے، اسی طرح مریض کو نشتر لگانا، آپریشن کرنا، یا اس کا کوئی عضو کاٹنا انتہائی تکلیف دہ عمل ہے؛ لیکن اس کے باوجود بدرجۂ مجبوری ہی سہی ضرورت پڑنے پر اس کو گوارا کرلیا جاتا ہے، یہی حال طلاق کا بھی ہے، کبھی کبھی میاں بیوی کے درمیان مزاج نہ ملنے یا کسی اور وجہ سے الفت ومحبت کی جگہ نفرت وعداوت پیدا ہوجاتی ہے اور بسا اوقات نفرت کی دیواریں دونوں کے درمیان اس قدر حائل ہوجاتی ہیں کہ دونوں کا ایک ساتھ زندگی بسر کرنا دشوار ہوجاتا ہے اور اصلاح کی تمام کوششیں بے کار ثابت ہوتی ہیں تو اس وقت بدرجۂ مجبوری آخری چارۂ کار کے طور پر اسلام طلاق کی اجازت دیتا ہے، کیوں کہ اس وقت بھی اگر طلاق کی اجازت نہ دی جائے تو معاشرہ میں ایسی خرابیاں پیدا ہوجائیں گی جو نتیجہ کے اعتبار سے طلاق سے بھی زیادہ تکلیف دہ اور خطرناک ہوں گی۔

لیکن طلاق کی اس اجازت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہر چھوٹی بڑی بات اور معمولی معمولی رنجش کی وجہ سے طلاق کا استعمال کیا جائے؛ بلکہ جیسے ایک معالج مریض کی ہر تکلیف اور بیماری کی وجہ سے آپریشن کرنے اور اس کے عضو کو کاٹنے کا فیصلہ نہیں کرتا؛ بلکہ پہلے دوا وغیرہ کے ذریعہ اس بیماری وتکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جب اصلاح کی تمام کوششیں بے فائدہ ثابت ہوتی ہیں، تب جاکر آخری چارہ کار کے طور پر آپریشن کرنے یا عضو کاٹنے کا فیصلہ کرتا ہے، اسی طرح جب میاں بیوی کے درمیان کسی وجہ سے کشیدگی پیدا ہوجائے تو پہلے اس کشیدگی کو ختم کرکے ماحول کو خوشگوار بنانے کی ہر ممکن کوشش کرنا چاہئے، یوں تو ماحول کو خوشگوار بنانے کی ذمہ داری میاں بیوی دونوں پر ہے، لیکن مرد چونکہ گھر کا سربراہ اور گارجن ہوتا ہے، اس لیے اصلاح حال کی ذمہ داری عورتوں کے مقابلہ میں مردوں پر زیادہ عائد ہوتی ہے کہ وہ کشیدگی کو ختم کرکے حالات کو خوشگوار بنائیں؛ اس لیے اسلامی شریعت مرد کو حکم دیتی ہے کہ وہ عورتوں کی بداخلاقی کا جواب بداخلاقی سے نہ دے؛ کیوں کہ برائی کو برائی کے ذریعہ ختم نہیں کیا جاسکتا؛ بلکہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کی کمی کوتاہی کو یہ سوچ کر برداشت کرلے کہ ممکن ہے کہ اللہ اسی میں کوئی خیر ڈالدے، چنانچہ ارشاد باری ہے: اور ان کے ساتھ اچھی طرح گذر بسر کرو، اگر وہ تم کو نہیں بھاتی ہیں تو ہوسکتا ہے کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو اور اللہ نے اسی میں بہت سی خوبیاں رکھی ہوں۔ (سورہ نساء: ۱۹)

نیز مردوں کو یہ بھی ہدایت ہے کہ اگر اس کو عورت کی کوئی عادت یا خصلت بری لگے تو اس کی وجہ سے وہ فورا اس سے نفرت نہ کرنے لگے، بلکہ اس کی اچھائیوں پر غور کرکے اس کی بری عادت کو برداشت کرلیں؛ کیوں کہ ہر انسان کے اندر برائیوں کے ساتھ کچھ اچھائیاں بھی ہوتی ہیں اور یہ انصاف کی بات نہ ہوگی کہ بیوی کی کسی ایک بری عادت کی وجہ سے اس کی سیکڑوں خوبیوں کو نظر انداز کرکے اس سے نفرت کی جانے لگے۔

اسی مفہوم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حکیمانہ انداز میں یوں ارشاد فرمایا کہ کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت کو اس لیے ناپسند نہ کرے کہ اس کی کوئی عادت اس کو بری لگتی ہے، اس لیے کہ اگر ایک عادت ناپسندیدہ ہے تو اس کی دوسری عادت پسندیدہ ہوگی۔ (مسلم، باب الوصیۃ بالنساء: ۴۷۵)

حاصل یہ کہ میاں بیوی کے درمیان کشیدگی مرد کے اپنے رویہ کی وجہ سے ہے تو مرد کو چاہئے کہ اپنے رویہ کو بدل کر بیوی کا دل جیتنے کی کوشش کرے اور اگر عورت کے کسی غلط قول وفعل کی وجہ سے ہے تو حتی الامکان اسے برداشت کرے اور صبر وضبط سے کام لے، مرد کی شان اور اصل مردانگی یہی ہے؛ لیکن صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے، اب اگر عورت کی بداخلاقی وبدمزاجی ناقابل برداشت حد تک پہونچ جائے تو ایسی عورتوں کو راہ راست پر لانے کے لیے شریعت نے مردوں کو مرحلہ وار تین اقدامات کی تعلیم ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: اور تم کو جن عورتوں سے نافرمانی کا اندیشہ ہو، ان کو سمجھاؤ، خواب گاہ میں ان سے بے تعلقی برتو اور ان کو (ہلکے طریقہ پر) مارو، اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کرنے لگیں تو پھر ان پر زیادتی کے لیے بہانے مت تلاش کرو۔ (سورہ نساء: ۳۴)

پہلا اقدام وعظ ونصیحت: یعنی مرد خود ٹھیک ہے، اس کے باوجود کسی عورت کی بداخلاقی وبدمزاجی ناقابل برداشت حد تک پہونچ جائے تو مرد کو چاہئے کہ سمجھا بجھا کر عورت کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے؛ لیکن سمجھانے کا مطلب صرف ڈانٹنا، پھٹکارنا، ڈرانا، دھمکانا، گالی گلوچ کرنا نہیں ہے؛ کیوں کہ ان چیزوں کی وجہ سے بسا اوقات عورت اور ضدی ہوجاتی ہے اور معاملہ سلجھنے کے بجائے مزید الجھ جاتی ہے، بلکہ سمجھانے کا مطلب یہ ہے شوہر پوری فکرمندی اور خیرخواہی کے ساتھ خدا کا خوف، آخرت کی بازپرس اور اس غلط حرکت کے برے انجام اور نتائج سے واقف کرائے، اگر واقعی مرد عورت کو راہ راست پر لانے کے لیے سمجھانے کا یہ طریقہ اختیار کرے گا تو ان شاء اللہ اس کو ضرور کامیابی ملے گی۔

دوسرا اقدام ہجر فی المضاجع: اگر وعظ ونصیحت سے عورت کی اصلاح نہ ہوسکے تو اللہ تعالیٰ مردوں سے فرماتے ہیں کہ ان کو خوابگاہ میں تنہا چھوڑ دو، ہجر فی المضاجع کا مفہوم بعض مفسرین نے ترک جماع، بعض نے ترک کلام، بعض نے بستر پر لیٹے ہوئے رخ دوسری طرف پھیر لینا بیان کیا ہے، اس سب کا حاصل یہ ہے کہ مرد اپنے رویہ اور طرز عمل میں تبدیلی لاکر عورت پر اپنی ناراضگی ظاہر کردے، کیوں کہ بہت سی عورتوں کو سدھارنے میں یہ طریقہ بہت مؤثر ثابت ہوتا ہے۔

تیسرا اقدام ہلکی مار: اگر مذکورہ بالا دونوں تدبیروں سے عورت کی اصلاح نہ ہوسکے اور شوہر کو امید ہے کہ ہلکی پھلکی مار سے عورت سدھر سکتی ہے تو اس صورت میں بغرض اصلاح مردوں کو مارنے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن اس مارنے کی نوعیت کیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی وضاحت کی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: یعنی ایسی ہلکی مار ماری جائے، جس سے جسم پر خراش یا مارنے کے نشانات ظاہر نہ ہوں، نیز نازک اعضا خصوصا چہرہ پر نہ مارا جائے؛ کیوں کہ ارشاد ہے کہ چہرہ پر مت مارو، نیز انتقامی جذبہ سے نہ مارا جائے، کیوں کہ انتقامی جذبہ کے تحت بے جا مار پیٹ کرنے سے بجائے اصلاح کے مزید تعلقات خراب ہوتے ہیں؛ حالانکہ مارنے کی اجازت حالات کو سدھارنے کے لیے ہے، نہ کہ بگاڑنے کے لیے، اسی طرح مارنے میں عورت کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے؛ یعنی اس طرح نہ مارا جائے، جس میں عورت کی ذلت ہو، مثلا دوسروں کے سامنے حتی کہ خود اپنے بچوں کے سامنے بھی نہ مارا جائے؛ کیوں کہ اس میں عورت کی بے عزتی ہے اور مارنے کا مقصد سدھارنا ہے، نہ کہ بے عزت کرنا۔

اگر مذکورہ بالا تمام تدبیروں سے بھی میاں بیوی کے درمیان کی کشیدگی ختم نہ ہوا اور وہ دونوں اپنے معاملہ کو ازخود نہ سلجھا سکیں، تو اب یہ صرف ان دونوں کا مسئلہ نہیں؛ بلکہ دو خاندان اور پورے سماج کا مسئلہ بن گیا، کیوں کہ دونوں کے درمیان کشیدگی جب اس حد تک بڑھ جائے تو اس کے مضر اثرات دونوں خاندان بلکہ پورے سماج پر پڑ سکتے ہیں، اس لیے اب سماج یا حاکم وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس مسئلہ کو سلجھانے کے لیے میاں بیوی کے خاندان سے ایک ایک حکم (پنچ) مقرر کرے، ارشاد الٰہی ہے: اور اگر تم کو آپس میں نزاع کا اندیشہ ہو تو مرد کے لوگوں میں سے ایک پنچ اور عورت کے لوگوں میں سے ایک پنچ مقرر کردو۔ (سورہ نساء: ۳۵) یہ دونوں دیندار، سمجھدار اور مخلص ہوں، ان کی ذمہ داری ہوگی کہ یہ دونوں میاں بیوی کے اختلاف کی روداد اور شکایتوں کو غور سے سنیں اور پھر دونوں کی بدگمانی کو ختم کرکے پورے اخلاص اور فکرمندی کے ساتھ دونوں کا دل جوڑنے کی کوشش کریں، اگر حکمین نے واقعی ایسا ہی کیا تو اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں کے درمیان جوڑ پیدا کردیں گے، ارشاد الٰہی ہے: اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں کے درمیان جوڑ پیدا کردیں گے۔ (سورہ نساء: ۳۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب حکمین آکر یہ رپورٹ دیتے کہ ہم لوگوں نے پوری کوشش کی، اس کے باوجود میاں بیوی کے درمیان میل ملاپ کی کوئی شکل پیدا نہ ہوسکی، تو حضرت عمر دونوں پنچوں کو تنبیہ کرتے اور کہتے کہ آپ لوگوں نے پوری کوشش نہیں کی، دوبارہ کوشش کیجئے، کیوں کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ حکمین اگر اصلاح حال کے مقصد سے کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ دونوں کے درمیان جوڑ پیدا کردیں گے۔ یہ ہیں میاں بیوی کے اختلاف کا شرعی حل اور طلاق سے پہلے کے مراحل، اگر واقعی مسلمان اللہ اور اس کے رسول کی دی ہوئی ان ہدایات پر عمل کرلے تو اللہ کی ذات سے پوری امید ہے کہ طلاق وغیرہ کے ننانوے فیصد مسائل ازخود ختم ہوجائیں گے؛ لیکن افسوس کہ آج مسلمانوں کی بڑی تعداد ان ہدایات پر عمل تو درکنار ان سے پورے طور پر واقف بھی نہیں، جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ طرح طرح کے مسائل اور گھریلو مشکلات کا شکار ہوتا جارہا ہے۔ حکمین کی کوششوں کے باوجود جب اصلاح حال کی کوئی صورت نہ نکلے تو اس وقت آخری چارۂ کار کے طور پر اسلام طلاق کی اجازت دیتا ہے؛ (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ

مولانا نورالحق رحمانی صاحب

حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہیں، ان ہی کی طرف نسبت کرکے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن ہوئی، ان کی ولادت باسعادت نصف رمضان ۳ رہجری میں ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسن رکھا، زمانہ جاہلیت میں یہ نام کسی کا نہیں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے کان میں اذان دی اور تحنیک فرمائی، اس طرح اذان جیسے دعوت تامہ (دین کی مکمل دعوت) کہا گیا ہے، وہ دعوت سب سے پہلے آپ کے کانوں میں پہونچی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک ان کے پیٹ میں پہونچا، ساتویں دن ان کے عقیقہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کئے اور سر مونڈ کر اس کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ (سنن الترمذی: ۱۸۳/۲)

وہ خلفائے راشدین کے آخری خلیفہ ہیں، جن کی مدت خلافت چھ ماہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ میرے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ تیس سال رہے گی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ۱۷ار رمضان المبارک ۴۰ بروز جمعہ ہوئی، جب ابن ملجم نے انہیں تلوار ماری تھی تو شروع میں وہ باہوش تھے، لوگوں نے ان سے درخواست کی کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ نامزد فرمادیجئے تو انہوں نے اس سے انکار فرمایا اور کہا کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑ جاتا ہوں، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں چھوڑا تھا، یعنی کسی کو خلیفہ بنائے بغیر۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۱۴/۸)

نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، پھر اسی دن ان کے دست مبارک پر کوفہ کی جامع مسجد میں کوفہ اور اس کے قرب وجوار کے مسلمانوں کی طرف سے خلافت کی بیعت کی گئی، جن کی تعداد چالیس ہزار تھی، سب سے پہلے قیس بن سعد بن عبادہ آگے بڑھے اور بیعت کی، پھر دوسرے لوگوں نے بیعت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ربیع الاول ۱۱ ہجری میں ہوا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت رمضان ۴۰ ہجری میں ہوئی، اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اور چھ ماہ خلیفہ رہے، پھر ۴۱ ہجری کے اوائل میں خلافت سے دست بردار ہوگئے، اس طرح ان کی خلافت پر تیس سال کا عرصہ مکمل ہوا، پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملوکیت عادلہ کا دور شروع ہوا۔ چھ ماہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عراق، عرب اور ماوراء خراسان تک حکومت کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زبان رسالت سے "اسد اللّٰہ" (اللہ کے شیر) اور "اقضاھم علی" یعنی صحابہ کے درمیان سب سے بڑے قاضی ہونے کا لقب ملا، اس لیے شجاعت وبہادری، عدل وانصاف اور معاملات ومقدمات میں صحیح نتیجے تک رسائی آپ کا طرۂ امتیاز ہے، اپنے پیش رو تینوں خلفاء کے زمانہ میں بھی آپ نے بہت سے مقدمات کو اپنی حسن تدبیر وحسن رائے سے حل فرمایا، الولد سر لابیہ کے اصول کی رو سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی اپنے والد بزرگوار کے قدم بہ قدم تھے، علامہ ابن القیم جوزیؒ نے ان کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے کہ!

ایک شخص کو گرفتار کرکے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا گیا، گرفتاری ایک ویران غیر آباد مقام سے ہوئی تھی، گرفتاری کے وقت اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی، یہ کھڑا ہوا تھا اور ایک لاش خاک وخون میں تڑپ رہی تھی، اس شخص نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے سامنے اقبال جرم کیا اور انہوں نے قصاص کا حکم دیا، اتنے میں ایک اور شخص دوڑا ہوا آیا اور اس نے خلیفہ کے سامنے اقبال جرم کیا، علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ملزم اولی سے دریافت کیا کہ تونے کیوں اقبال کیا تھا؟ اس نے کہا کہ جن حالات میں میری گرفتاری ہوئی تھی، میں نے سمجھا کہ ان حالات کی موجودگی میں میرا انکار کرنا بھی مفید نہ ہوگا، پوچھا گیا کہ واقعہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں قصاب ہوں، میں نے جائے واقعہ کے قریب ہی بکرے کو ذبح کیا تھا، گوشت کاٹ رہا تھا کہ مجھے پیشاب کا زور پڑا، میں جائے وقوع کے قریب پیشاب سے فارغ ہوا کہ میری نظر اس لاش پر پڑگئی، میں اسے دیکھنے کے لیے اس کے قریب پہونچا، دیکھ رہا تھا کہ پولس نے گرفتار کرلیا، سب لوگ کہنے لگے کہ یہی شخص اس کا قاتل ہے، مجھے بھی یقین ہوگیا کہ ان لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے بیان کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے گا، اس لیے میں نے اقبال کرلینا ہی بہتر سمجھا، اب دوسرے اقبالی مجرم سے دریافت فرمایا، اس نے کہا کہ ایک اعرابی ہوں، مفلس ہوں، مقتول کو میں نے بہ طمع مال قتل کیا تھا، اتنے میں مجھے کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی، میں ایک گوشہ میں جا چھپا، اتنے میں پولس آگئی، اس نے پہلے ملزم کو پکڑلیا، اب جب کہ اس کے خلاف فیصلہ سنایا گیا تو میرے دل نے مجھے آمادہ کیا کہ میں خود اپنے جرم کا اقبال کرلوں۔ یہ سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امام حسن سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین! اگر اس شخص نے ایک کو ہلاک کیا ہے تو ایک شخص کی جان بچائی بھی ہے اور اللہ نے فرمایا ہے کہ جس نے ایک جان کو بچایا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو بچالیا۔ (سورہ مائدہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ قبول فرمایا، دوسرے ملزم کو بھی چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا بیت المال سے دے دیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اپنے لیے امیر المومنین کا لقب اختیار کرلیا اور اہل شام سے دوبارہ بیعت کی تجدید کرائی اور تجدید بیعت سے فارغ ہوکر ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر دمشق سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے، خلیفہ راشد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نیک طبیعت اور صلح پسند تھے، جنگ وجدال اور کشت وخون سے انہیں طبعی نفرت بھی تھی؛ لیکن جب انہوں نے سنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ساٹھ ہزار کی جمعیت کے ساتھ کوفہ کا رخ کرچکے ہیں تو آپ کے لیے بھی ان کے مقابلہ کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا، مجبوراً آپ نے بھی چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ شام کا رخ کیا، قیس بن سعد بن عبادہ کو بارہ ہزار لشکر کا امیر بنا کر مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے بھیجا، باقی لشکر کو لے کر آپ بلاد شام کی طرف روانہ ہوئے، منزلیں طے کرتے ہوئے جب وہ مدائن پہونچے تو وہاں فقر ابیض میں ایک دن قیام فرمایا، تاکہ سواری کے جانوروں کو آرام کرنے کا موقع مل جائے، یہاں آپ نے لوگوں کو جمع کرکے ان سے خطاب فرمایا: لوگو! تم نے میرے ہاتھ پر اس شرط کے ساتھ بیعت کی ہے کہ صلح وجنگ میں میری متابعت کروگے، میں خدائے برتر وتوانا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھ کو کسی سے بغض وعداوت نہیں ہے، مشرق سے مغرب تک ایک شخص بھی مجھ کو ایسا نظر نہیں آتا کہ میرے دل میں اس کی طرف سے رنج وملال اور نفرت وکراہت ہو، اتفاق واتحاد، محبت وسلامتی اور صلح واصلاح کو میں نااتفاقی اور دشمنی سے بہر حال بہتر سمجھتا ہوں۔ (تاریخ اسلام: ۵۲۳/۱)

قیس بن سعد بن عبادہ جو مقدمۃ الجیش کے طور پر مقام ابناء میں مقیم تھے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہاں پہونچ کر ان کا محاصرہ کیا اور اپنے نمائندہ عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ کو صلح کی پیش کش کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کی طبیعت سے واقف تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ان کی بدسلوکی کو دیکھ چکے تھے اور راستے میں بھی ان کی شرارت اور بدتمیزی دیکھ چکے تھے اور تجربہ تھا کہ یہ لوگ قابل اعتماد نہیں ہیں؛ اس لیے انہوں نے صلح کی پیش کش کو قبول فرمالیا، اس سے قبل جو حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صفین کی لڑائی ہوئی تھی، اس میں دونوں طرف سے ستر ہزار مسلمان مارے گئے، یہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت تھی اور ایمانی جذبہ سے اس طرح سرشار تھی کہ ان کے ذریعہ دنیا فتح ہوسکتی تھی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نمائندہ عبداللہ بن عامر جو صلح کی تحریک لے کر مدائن پہونچے تھے، وہ خود بھی صلح پسند تھے اور باہمی لڑائی کے نقصانات کا اندازہ کررہے تھے، انہوں نے اہل عراق سے کہا کہ تم لوگ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں میرا سلام پیش کرو اور انہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہو کہ لڑائی سے باز رہیں؛ تاکہ لوگ ہلاکت سے بچ جائیں، انہوں نے صلح پر آمادگی ظاہر کی؛ لیکن اپنی طرف سے تین شرطیں رکھیں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ شرط لگائی کہ کوفہ کے بیت المال سے پانچ لاکھ درہم لیں گے اور دارابجرد کا خراج انہیں ملا کرے گا اور یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ان کے سامنے برا بھلا نہیں کہا جائے گا، اگر وہ ان شرائط پر راضی ہوں تو وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے امارت سے دست بردار ہوجائیں گے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اتفاق ہوگیا۔

پھر کوفہ کی جامع مسجد میں جمادی الاولی ۴۱ ہجری میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر باقاعدہ بیعت کی اور اس طرح پھر ایک مدت کے بعد پوری امت مسلمہ ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئی، اس مصالحت کو آپ کے برادر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پسند نہیں کیا، کچھ لوگوں نے اسے مسلمانوں کے لیے عار قرار دیا، ایک صاحب نے یوں آپ کو سلام کیا: السلام علیک یا مذل المسلمین؛ یعنی اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے آپ پر سلام؛ لیکن آپ نے اس طرح کی کسی ملامت کی پرواہ نہیں کی، کیوں کہ آپ نے امت مسلمہ کو اس صلح کے ذریعہ ایک بڑے فتنہ سے بچالیا، اس صلح میں حق کے ساتھ تھے اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے بارے میں وہ پیشین گوئیاں پوری ہوئیں، جو بخاری اور حدیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہے، حدیث کے راوی حضرت ابوبکر ثقفی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما ان کے بغل میں جاکر بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف نظر کرتے اور کبھی حضرت حسن کو دیکھتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! میرا یہ بیٹا سردار ہے اور عنقریب اللہ تعالی ان کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ صلح ہوجانے کے بعد کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت عمرو بن العاص اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اصرار پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا: مسلمانو! میں فتنے کو بہت مکروہ رکھتا ہوں، اپنے جد امجد کی امت میں فساد اور فتنے کو دور کرنے کے لیے اور مسلمانوں کی جان ومال کو محفوظ رکھنے کے لیے میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی اور ان کو امیر اور خلیفہ تسلیم کیا، اگر امارت اور خلافت ان کا حق تھا تو ان کو پہونچ گیا اور اگر یہ میرا حق تھا تو میں نے ان کو بخش دیا۔ (تاریخ اسلام: ۵۲۷/۱)

حضرت امیر معاویہ نے بھی اس پر ان کی تعریف کی اور تحسین کے کلمات کہے اور پھر پوری عمر ان کی تکریم وتعظیم کرتے رہے اور شرائط کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ کرتے رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دارالخلافہ مدینہ سے کوفہ منتقل ہوا تھا، جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر اتفاق بیعت امارت ہوگئی اور بتدریج تمام لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلیا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے تمام خاندان اور متعلقین کے ساتھ کوفہ سے مدینہ منورہ منتقل ہوگئے اور پھر زندگی بھر وہیں مقیم رہے، بہر حال حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی یہ قربانی اور خلافت سے دست برداری اور امت کو خونریزی سے بچانا اتنا عظیم کارنامہ ہے جو تاریخ میں سنہرے حرفوں سے لکھا گیا اور مسلمانوں کی تلوار جو ایک دوسرے کی گردن پر چل رہی تھی، اس کا رخ دشمنان اسلام کی طرف ہوگیا اور بہت سے فتوحات ہوئے اور امت نے لڑائی، خانہ جنگی، خون ریزی اور فتنہ وفساد سے کنارہ کش ہوکر اور نجات پاکر اطمینان وسکون کا سانس لیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ آکر بقیہ زندگی یکسوئی کے ساتھ عبادت وریاضت میں گذاری، آپ نے پیادہ پا چالیس حج کئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات ۴۸ سال کی عمر میں ۵۰ یا ۵۱ ہجری میں ہوئی، وفات کا سبب یہ بنا کہ کسی نے آپ کو زہر دیدیا، مرض الوفات میں انہوں نے فرمایا کہ مجھے کئی بار زہر دیا گیا اور اس دفعہ کا زہر تو اتنا سخت ہے کہ اس نے میرا کلیجہ کاٹ ڈالا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ زہر کس نے دیا، تو انہوں نے نام بتانے سے انکار کیا اور فرمایا: اگر زہر دینے والا وہی ہے، جس کے میرا گمان ہے تو اللہ تعالی خود اس سے بدلہ لے گا اور اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ کسی بے قصور کو میری وجہ سے کوئی گزند پہونچے، آپ کی نماز جنازہ مدینہ کے امیر سعد بن العاص نے پڑھائی اور جنت البقیع میں اپنی والدہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

بی جے پی کے لیے ۲۰۱۹ء: بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی

راجدیپ سر دیسائی (روزنامہ ہندوستان ٹائمز ۱۶/ فروری ۲۰۱۸ء)----------ترجمہ: سید محمد عادل فریدی

موسم کے اعتبار سے قومی دارالحکومت میں فروری یقینی طور پر سب سے اچھا مہینہ ہے، ہمالیہ سے آنے والی برفیلی ہوائیں فرحت بخش ٹھنڈے جھونکوں میں بدل جاتی ہیں، جس سے موسم میں بتدریج تبدیلی کا اشارہ ملتا ہے، لیکن اس بار ماہ فروری جنرل الیکشن سے پہلے سیاسی درجۂ حرارت میں بھی ہونے والی ممکنہ تبدیلیوں کی پیشین گوئی کر رہا ہے۔ جہاں کانگریس کے لوگ سرد بیابان میں ایک اور دور گذارنے کے ڈر سے اب تک اپنے اپنے گھروں کے اندر کمبلوں میں دبکے رہتے تھے، اب اچانک ان کے اور پورے حزب اختلاف کے قدموں میں توانائی دکھائی دینے لگی ہے۔ وہیں دوسری طرف پچھلی سردیوں میں غیر مفتوح سمجھی جانے والی بی جے پی کو اس بار احساس ہو رہا ہے کہ ۲۰۱۹ء کے جنرل الیکشن سے پہلے اب کچھ بھی یقینی مان کر نہیں چل سکتے اور یہ الیکشن ان کے لیے بہت آسان ہونے والا نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ راجستھان اور مغربی بنگال کے حالیہ ضمنی الیکشن کے نتائج بی جے پی کے سیاسی رخ میں آئی اچانک تبدیلی کی وجہ ہیں۔ الور اور اجمیر کی لوک سبھا سیٹوں پر کانگریس کی زبردست فتح یہ بتاتی ہے کہ اب امید جاگ گئی ہے کہ ۲۰۱۹ء کا الیکشن ۲۰۱۴ء جیسا نہیں ہوگا۔ (خیال رہے کہ اس بار کے ضمنی الیکشن میں کانگریس ان دونوں سیٹوں کے تحت آنے والے سبھی ۱۶/ اسمبلی علاقوں میں بی جے پی سے آگے رہی) یہ بھی یاد رہے کہ بی جے پی نے ۲۰۱۴ء کے الیکشن میں راجستھان کی سبھی پچیس سیٹیں جیت لی تھیں، جو گوا سے جھارکھنڈ تک پھیلے ہوئے بی جے پی کے شمال مغربی لہر کا حصہ تھا، جس کے زیر اثر اس پورے علاقہ کی نوے فیصد سیٹوں پر بی جے پی قابض ہو گئی۔ اس لہر نے بی جے پی کو ۲۰۱۴ء میں اپنے دم پر قابل ذکر اکثریت دلائی تھی، اب راجستھان میں بی جے پی کی شکست یہ بتاتی ہے کہ ۲۰۱۴ء کی بھگوا لہر نیچے آنی شروع ہو گئی ہے۔ ملکی معیشت سے لے کر رافیل طیارہ سودے تک حکومت کو نشانہ بنانے والی کانگریس کو جیسے اچانک نئی آواز مل گئی ہے، گجرات میں اخلاقی فتح سے پر جوش راہل گاندھی بھی اب لگتا ہے کہ نئی امیدوں کا لطف لینے لگے ہیں۔

اس سے پہلے کہ کانگریس جذبات میں بہہ جائے اس سوال پر نظر ڈالتے ہیں کہ کیا راجستھان کی شکست دوسری ریاستوں کا آئینہ ہے یا محض ایک وقتی شکست؟ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ راجستھان کے ان دو ضمنی الیکشنوں میں نریندر مودی انتخابی چہرہ نہیں تھے، بلکہ صوبے کی وزیر اعلیٰ وسوندھرا راجے فرنٹ سیٹ پر تھیں، تو کیا اس کو نریندر مودی کی پالیسیوں کی شکست قرار دیا جا سکتا ہے؟ ممکن ہے کہ ضمنی الیکشن کے نتیجے چار سال کے اقتدار کے بعد ریاستی حکومت کے خلاف اقتدار مخالف رخ کا اشارہ ہوں۔ ویسے بھی راجستھان کی حالیہ سیاسی تاریخ بتاتی ہے کہ وہاں ہر پانچ سال پر برسر اقتدار پارٹی کو باہر کا راستہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اس لیے راجستھان کی شکست سے یہ مان بیٹھنا کہ نریندر مودی کی لہر اب کم ہو گئی ہے قبل از وقت ہوگا۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا بھی غلط ہوگا کہ بی جے پی کی قیادت اگلے ایک سال تک مطمئن رہ سکتی ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ وزیر اعظم اور ان کے بنیادی انتخابی منتظم بی جے پی صدر امیت شاہ کے لیے یہ تشویش کی بات ہے۔ پورے ملک میں زراعت خطرے میں ہے، کسانوں کو حالیہ بجٹ میں بڑے بڑے وعدے کر کے خوش کرنے کی کوشش تو کی گئی ہے، لیکن وعدوں کو حقیقت میں بدلنا ہمیشہ اس سرکار کے لیے بڑا چیلنج رہا ہے۔ ہر سال ایک کروڑ نوکریاں پیدا کرنے کا وعدہ حقیقت کی شکل نہیں لے پا رہا ہے۔ اور اسے پکوڑوں کے پلیٹ میں پیش کرنے سے ہندوستانی نوجوانوں کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا۔ سرکار کے ''اچھے دن'' کے وعدے سے لوگوں کا اعتبار تو ختم ہوا ہے، لیکن یہ بے یقینی ملک گیر پیمانے پر عوامی غصے میں تبدیل نہیں ہوئی ہے۔ لیکن اگر زمین پر کوئی کام نظر نہیں آیا تو اگلے بارہ مہینوں میں حالات بدل بھی سکتے ہیں اور عوام کی بے یقینی غصے کی شکل بھی لے سکتی ہے۔ بدلتے موڈ کے اشارے سوشل میڈیا پر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ جہاں کبھی مودی اور بی جے پی کا دبدبہ تھا وہاں اب مودی کے بارے میں جوکس اور چٹکلے وائرل ہو رہے ہیں۔ تبدیلی کی اس لہر کو تھامنا تو دور کی بات ہے حالیہ بجٹ نے بے چینی کو اور زیادہ بڑھا دیا ہے۔ خاص طور سے شہری مڈل کلاس طبقہ کی امیدیں بجٹ سے پوری نہیں ہوئی ہیں۔ مودی سرکار کو یقین ہونے لگا ہے کہ ان کو اگر ملک کے موڈ کو اپنی طرف کرنا ہے تو ان کو جلد سے جلد سیاسی مباحثوں کا رخ معیشت اور ترقی سے پھیر کر مذہبی قوم پرستی کی طرف اور زیادہ جذباتی معاملوں کی طرف کرنا ہوگا۔ جب جموں وکشمیر میں فوج کے کیمپ پر دہشت گردانہ حملہ ہوا تو اسی ہفتے مشرقی دہلی کے بی جے پی رکن پارلیمان کے ذریعہ نیشنل سیکورٹی پالیسی کا افتتاح بے وجہ نہیں تھا۔ یہ ''مہا یگیہ'' الیکشن سے پہلے مذہبی وقومی جوش وجذبہ کو بیدار کرنے کی جان بوجھ کر کی گئی کوشش ہے۔ آر ایس ایس کے صدر نے سرحدوں کی حفاظت کے لیے اپنے رضا کار دینے کی تجویز پیش کی ہے، اگر ہندوستان کا آئین اس کی اجازت دیتا ہے تو۔ وشو ہندو پریشد نے بھی رام مندر معاملہ کو اٹھانے کے منصوبوں کا اعلان کر دیا ہے، جب کہ سپریم کورٹ اس متنازع معاملہ کی سنوائی کر رہا ہے۔ ونئے کٹیار جیسے زہر افشاں لیڈر پھر مسلم مخالف تبصرے زور و شور سے کرنے لگے ہیں، یہ سب چیزیں حیرت انگیز نہیں ہیں، بی جے پی کے لیڈر جانتے ہیں کہ انتخابی موسم میں فرقہ پرستی کی کڑاہی میں ہلچل مچا کر ہی بچ سکتے ہیں۔ کرناٹک سے مل رہے ابتدائی اشاروں سے بھی لگتا ہے کہ بی جے پی مسلم ''تشٹی کرن'' کا گھسا پٹا ہوا کھڑا کر کے ہندو ووٹ بینک کو اکٹھا کرنے میں لگی ہوئی ہے۔

لیکن اس کے باوجود آج کے جدید ہندوستان میں یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ پرانے طرز کی کھلی ہوئی ہندو فرقہ پرستی پر مبنی سیاست ۲۰۱۴ء جیسا شاندار نتیجہ دے گی۔ ۲۰۱۴ء کی فتح دس برس سے برسر اقتدار جماعت کانگریس کی قیادت کے خلاف عوام کے زبردست غصے کا اظہار تھی۔ جس میں مودی کی بولڈ شبیہ تبدیلی کی علامت بن گئی تھی، لیکن اس بار اس شبیہ کو دھکا لگا ہے۔ مگر اس کے باوجود راہل گاندھی اور حزب اختلاف اس کو جتنا ہلکے میں لے رہا ہے، اس سے کہیں آگے ہے۔ آپس میں بٹا ہوا اور تقسیم شدہ حزب اختلاف مودی کو دوسری بار اقتدار کی کرسی پر پہونچانے میں معاون ہو سکتا ہے۔ جو بھی ہو وہ انتخابی مہم چلانے میں ماہر اور گھاگھ لیڈر رہیں جو پورے عزم کے ساتھ آنے والے عام انتخاب کو ان کے اور راہل گاندھی و دیگر لیڈروں کے بیچ امریکی صدر کے انتخاب جیسی جدو جہد بنا دیں گے۔

وزیر اعظم کے چیر لیڈران کی قد آور شبیہ کو قائم رکھنا چاہیں گے، لیکن ہندوستانی ووٹروں کی تاریخ رہی ہے کہ وہ آخر کار گھڑیالی آنسوؤں، دروغ گوئی، ہذیان اور غلط پروپیگنڈوں کے جھانسوں سے بالآخر باہر آ ہی جاتے ہیں۔ بے شک چند ماہ پہلے جو پکا سودا لگتا تھا اب اس کی اتنی گارنٹی نہیں رہی۔ ۲۰۱۹ء کی لڑائی تو اب شروع ہوئی ہے۔

پس تحریر: پارلیامنٹ میں کانگریس کے ایک بڑے لیڈر نے صحافیوں کے ایک بڑے اجتماع کے سامنے کہا کہ اگر بی جے پی ۲۰۱۹ء میں اپنے بل بوتے پر ۲۲۰ سیٹیں حاصل نہیں کرتی ہے تو مودی وزیر اعظم نہیں بن پائیں گے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہ تبصرہ تب کیا گیا جب کہ بی جے پی کی بے چین ہو رہی حلیف پارٹیوں کے کئی ممبر پارلیامنٹ پاس ہی کھڑے تھے، کیا ۲۲۰ اب ۲۷۲ کی جگہ اب نیا جادوئی عدد ہے؟ اور کیا مودی اصلی گٹھ بندھن سرکار کی قیادت کر سکتے ہیں؟ یہ وہ سوال ہیں جواب بھی فروری کی فضا میں گونج رہے ہیں۔ اور باز گشت ہو رہی ہے کہ ''بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی''!!!!!

ایک اور سفید لوٹ

اداریہ نو بھارت ٹائمز (۱۶/ فروری ۲۰۱۸ء)----------ترجمہ: سید محمد عادل فریدی

ملک میں پبلک سیکٹر کے دوسرے سب سے بڑے بینک پنجاب نیشنل بینک کے جنوبی ممبئی کے ایک برانچ میں ہوئے گیارہ ہزار پانچ سو کروڑ سے بھی زیادہ کے گھوٹالے نے سب کو سکتے میں ڈال دیا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ بینک کے دو کارکنوں نے دو بڑے ہیرا تاجروں نیرو مودی اور میہول چوکسی کے ساتھ مل کر اتنا بڑا گھوٹالہ کر ڈالا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی، بینک انتظامیہ اپنی پریس ریلیز میں خود کو شاباشی دے رہا ہے کہ اس نے خود یہ دھوکہ دہی کو پکڑا اور پہلی نظر میں مجرم پائے گئے دونوں کارکنوں کے خلاف کارروائی بھی کی۔ مگر یہ بات بھی سامنے آ رہی ہے کہ اس دھوکہ دہی کی کچھ معلومات بینک کو پہلے ہی ہو چکی تھی اور مرکزی حکومت بھی اس سے بالکل ناواقف نہیں تھی۔ اس کے باوجود وقت رہتے ہوئے نہ تو معاملہ کو نگرانی اور آڈٹ کے دائرے میں لایا جا سکا۔ اور نہ ہی اصل گھوٹالے بازوں کو ایف آئی آر درج ہونے کے ایک دو دن پہلے اور بعد میں بیرون ملک جانے سے روکا جا سکا، ایسا کیوں ہوا؟ اس مسئلہ کا حل بھی باقی قانونی کارروائیوں کے ساتھ ہی ہونا چاہئے۔

پی این بی کے ایم ڈی سنیل مہتا نے میڈیا کو بتایا کہ ہم نے اس معاملہ کی خبر سی بی آئی، سیبی اور تمام متعلقہ ایجنسیوں کو دے دی ہے، بینک کے کچھ ملازمین کو معطل کر دیا گیا ہے اور کچھ کے خلاف کارروائی جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ۱۲۳/ سال پرانا بینک ہے، جس کا قیام لالہ لاجپت رائے کی کوششوں سے عمل میں آیا تھا، اس کی شناخت ملک میں مسلم ہے، اس لیے ہم کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ پی این بی انتظامیہ کے تمام دعووں کے باوجود ابھی تک اس گھوٹالے کی اصل حقیقت سامنے آنا باقی ہے۔ کئی اور بینکوں کے تار بھی اس گھوٹالے سے جڑے ہیں۔ لیکن ان کا کہنا ہے کہ گھوٹالے بازوں کو قرض انہوں نے پی این بی کے ذریعہ جاری کاغذات دیکھ کر ہی دیے تھے، ریزرو بینک آف انڈیا نے اس معاملہ سے متعلق سبھی اٹکل بازیوں پر یہ کہہ کر بند لگا دیا ہے کہ پورے قرض کی ادائیگی پی این بی کے سر پر ہی ہوگی۔

یہ بھی غور طلب ہے کہ گھوٹالے کے دونوں اصل مجرموں کی اقتدار اعلیٰ کے گلیاروں تک پہونچ بار بار ظاہر ہوتی رہی ہے، سوال یہ ہے کہ آخر وہ لوگ کہاں سے یہ حوصلہ لے کر آتے ہیں کہ بینکوں سے مل کر ساڑھے گیارہ ہزار کروڑ کا غبن کر جاتے ہیں، یہی نہیں بلکہ وہ گناہ کرنے کے بعد وزیر اعظم کے پیچھے جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں، بتا دیں کہ ڈاووس میں ہوئے حالیہ اجتماع میں صنعت کاروں کے جھنڈ میں نریندر مودی کے ساتھ نیرو مودی بھی موجود تھے، ایسے میں اس بات کو محض اتفاق ماننا مشکل ہے کہ ۳۱/ جنوری کو اس گھوٹالے کی پہلی ایف آئی آر درج ہوئی اور یکم جنوری سے ۶/ جنوری کے بیچ ہیرا تاجر نیرو مودی کی بیوی ایمی مودی (جو امریکی شہری ہیں)، نیرو کے بھائی وشال مودی جو کہ بلجیم کے شہری ہیں، دوسرے مجرم میہول چوکسی اور شاید خود نیرو مودی نے بھی ملک چھوڑ دیا ہے۔ ذرائع کے مطابق نیرو مودی ابھی سوئٹزر لینڈ میں ہے، انفورسمنٹ ڈائرکٹوریٹ (ای ڈی) نے نیرو مودی کے ۱۲/ ٹھکانوں پر چھاپہ ماری کی ہے۔ ممبئی میں واقع اس کے گھر اور دفتر کی تلاشی لی جا رہی ہے، ای ڈی کی ٹیمیں اس کے گھر، دفتر اور شوروم میں تلاشی کی کارروائی انجام دے رہی ہیں اور دستاویزات کھنگال رہی ہیں۔ وجے مالیا کے کیس کے بعد امید کی جا رہی تھی کہ ہماری ایجنسیاں گھوٹالے بازوں سے نمٹنے میں زیادہ مہارت کا مظاہرہ کریں گی، مگر یہ معاملہ ہماری اس امید کے منہ پر ایک اور کرارا طمانچہ ہے۔

سید محمد عادل فریدی

جنوبی افریقہ کے صدر جیکب زوما مستعفی

جنوبی افریقہ کے صدر جیکب زوما نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے ۔ جیکب زوما نے کہا کہ وہ اپنی پارٹی کے کہنے پر نہیں بلکہ ملک کی بہتری کی خاطر منصب صدارت چھوڑ رہے ہیں۔جیکب زوما کے بعد نائب صدر سیرِل رامافوسا نے جنوبی افریقہ کے صدر کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔ان کا کہنا تھا کہ میں نے اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ جنوبی افریقہ کےعوام کی خدمت کی ہے میں ہمیشہ سے ان کا مشکور رہوں گا کہ انہوں نے دوران آفس مجھ پر اعتماد کیا۔75 سالہ جیکب زوما ۲۰۰۹ء سے برسر اقتدار تھے، اوران پر کرپشن کے الزامات عائد کیے گئے تھے۔جیکب زوما پر نہ صرف اپوزیشن بلکہ خود ان کی اپنی ہی پارٹی افریقی نیشنل پارٹی کی طرف سے دباؤ بڑھ گیا تھا کہ وہ مستعفی ہو جائیں۔ پارٹی کی جانب سے انہیں پارلیمنٹ میں تحریک عدم اعتماد کے ذریعے اقتدار سے ہٹانے کی دھمکی دی گئی تھی۔(اردو ٹائمز)

ایتھوپیا کے وزیر اعظم کا استعفیٰ

افریقی ملک ایتھوپیا کے وزیر اعظم ہائلیمریم ڈیسالین نے اپنے منصب سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ ڈیسالین ۲۰۱۲ء سے منصب وزارت عظمیٰ سنبھالے ہوئے تھے ۔ اُن کی سیاسی جماعت سدرن ایتھوپین پیپلز ڈیموکریٹک موومنٹ (SEPDM) کی ایگزیکٹو کمیٹی نے ان کے استعفے کی منظوری دے دی ہے۔ ہائلیمریم ڈیسالین نے واضح کیا ہے کہ وہ سیاست سے کنارہ کش نہیں ہو رہے ہیں۔اُن کو مسلسل حکومت مخالف مظاہروں سے پیدا ہونے والی سیاسی عدم استحکام کی صورت حال کا سامنا رہا ہے۔ان مظاہروں کو ختم کرنے کے لیے انہوں نے گزشتہ برس ایمرجنسی کا بھی نفاذ کیا تھا۔(اردو ٹائمز)

سعودی حکومت نے حج وعمرہ لاٹری کو فراڈ قرار دے دیا

سعودی سفارتی امور کے وزیر عبدالعزیز قطان نے فیس بک، واٹس ایپ، ٹوئٹر اور دیگر سوشل میڈیا ایپس پر حج وعمرہ لاٹری سے متعلق خبروں سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے ان خبروں کو جھوٹ قرار دے دیا۔انہوں نے کہا کہ سعودی حکومت نے مفت حج وعمرہ کی کوئی اسکیم کا اعلان نہیں کیا اور اس حوالے سے سوشل میڈیا پر آنے والی خبریں بے بنیاد ہیں، حج وعمرہ لاٹری کی کوئی حقیقت نہیں اور جعل ساز جھوٹی خبریں پھیلا کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔عبدالعزیز قطان نے کہا کہ دھوکے باز عناصر لوگوں کو حج وعمرے کی لاٹری کا لالچ دے کر ان کی ذاتی معلومات حاصل کر کے ان کا ڈیٹا چوری کرتے ہیں جو کہ لوگوں کے لیے مشکلات کا باعث بن رہی ہیں۔واضح رہے کہ نامعلوم افراد کی جانب سے سوشل میڈیا پر یہ خبریں پھیلائی جا رہی تھیں کہ سعودی حکومت نے حج وعمرہ کے لیے لاٹری کا اعلان کیا ہے جس کے بعد دیے گئے لنک پر لوگوں سے آن لائن فارم پُر کرائے جا رہے تھے۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

فلوریڈا کے ہائی اسکول میں فائرنگ؛ ۱۷/افراد ہلاک

امریکی ریاست فلوریڈا کے علاقے پارک لینڈ میں واقع ایک ہائی اسکول میں فائرنگ کا واقعہ پیش آیا ہے، جس میں متعدد افراد کی ہلاکتوں کا اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے، اب تک پولیس وہاں سے ۱۷/افراد کی لاشیں نکال چکی ہے، اس واقعہ میں کئی درجن لوگ زخمی بھی ہوئے ہیں۔ پولیس کے مطابق ۱۹/سالہ سابق طالب علم نکولس کروز اسکول کے اندر گھسا، الارم بجایا اور بھگدڑ مچنے پر فائرنگ شروع کر دی جس کے نتیجے میں ۱۷/افراد موقع پر ہی ہلاک ہو گئے، اس کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے واقعے کا نوٹس لیا ہے، انہوں نے ہلاک شدگان کے اہل خانہ سے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اسکول میں محصور طلبہ اور اساتذہ کے بارے میں کہا کہ کوئی بچہ اور استاد اپنے آپ کو غیر محفوظ نہ سمجھے۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

کانگو میں نسلی فسادات، بائیس ہزار افراد کی یوگنڈا کی طرف ہجرت

شمال مشرقی کانگو میں نسلی فسادات کے باعث عام شہریوں کی طرف سے نقل مکانی کا سلسلہ جاری ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق اقوام متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین نے بتایا کہ گزشتہ ہفتے کے دوران کم از کم بائیس ہزار افراد اپنا ملک چھوڑ کر یوگنڈا ہجرت کر گئے۔ایک بیان کے مطابق ایک ماہ کے عرصے میں وہاں تیس سے زائد افراد مارے بھی گئے ۔ یو این ایچ سی آر کے بقول کانگو کے یہ شہری افریقہ کی ساتویں بڑی جھیل ''کیوو'' پار کر کے یوگنڈا پہنچ رہے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ اکثر کشتیوں پر گنجائش سے کہیں زیادہ افراد سوار ہوتے ہیں۔اقوام متحدہ کے مطابق ایک ماہ میں تیس سے زیادہ افراد ہلاک بھی ہو چکے ہیں۔(آن لائن فکر و خبر)

ہر چھ میں سے ایک بچہ جنگ زدہ علاقوں میں رہ رہا ہے: یونیسیف

دنیا میں مسلح تنازعات کے شکار علاقوں میں پروان چڑھنے والے بچوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ سیو دی چلڈرن (Save the Children) کی تازہ رپورٹ میں اس تناظر میں انتہائی خوفناک اعداد وشمار سامنے آئے ہیں۔ تین ممالک کی صورتحال بہت ہی تشویشناک ہے۔ بچوں کی بہبود سے متعلق بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم سیو دی چلڈرن کی جمعرات کو جاری کی جانے والی رپورٹ کے مطابق بچوں کو جنگ میں استعمال کرنے کے حوالے سے دنیا کے دس خطرناک ترین ممالک میں چھ کا تعلق براعظم افریقہ سے ہے۔اس رپورٹ میں بچوں کے حوالے سے مختلف عوامل کا جائزہ لیا گیا ہے، جن میں درسگاہوں پر حملے، مسلح تنازعات میں کم سن فوجیوں کی بھرتی، جنسی استحصال، قتل اور انسانی امداد تک ناکافی رسائی شامل ہے۔اس فہرست میں شام اول نمبر پر ہے، جس کے بعد افغانستان، صومالیہ، یمن، نائجیریا، جنوبی سوڈان، عراق، کانگو، سوڈان اور وسطی افریقی جمہوریہ آتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں ۳۶۰/ملین بچے یعنی ہر چھ میں سے ایک بچہ متاثرہ علاقوں میں رہتا ہے اور تنازعات ماضی کی نسبت زیادہ طویل عرصے تک جاری رہتے ہیں۔(ڈوئچے ویلے جرمنی)

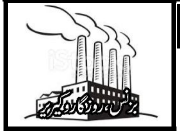

پی سی آئی کی جانب سے فلیریا کے خاتمہ کی مہم

فائلیریا (فیل پا) ایک خطرناک بیماری ہے، یہ دنیا میں پاؤں کی معذوری کا سب سے بڑا سبب ہے، یہ بیماری مچھر کے کاٹنے سے پھیلتی ہے، اس کے جراثیم بغیر کسی علامت کے بھی آپ کے جسم میں کافی وقت تک رہ سکتے ہیں۔سال میں ایک بار البینڈ ازول اور ڈی ای سی دوا کا استعمال کر کے آپ اپنے آپ کو فلیریا جیسی سنگین بیماری سے محفوظ رکھ سکتے ہیں، یہ دونوں دوا سرکار کے ذریعہ ہر سال مفت کھلائی جاتی ہے۔حکومت بہار نے پی سی آئی کے تعاون سے ۱۹/تا ۲۱/فروری جہان آباد اور شیخ پورہ ضلع میں آشا اور آنگن باڑی کے کارکنان گھر گھر جا کر فلیریا سے محفوظ رہنے کے لیے دوا کھلائیں گے، تمام لوگوں کو چاہئے کہ اپنے اپنے گھر کے دو سال سے چھوٹے بچوں، حاملہ عورتوں اور سنگین بیماری میں مبتلا لوگوں کو چھوڑ کر ہر ایک فرد اس دوا کو ضرور کھائے، دوسرے اضلاع میں بھی جب سرکار کی جانب سے اعلان ہو تو نزدیکی طبی مرکز میں جا کر ضرور دوا کھائیں، آپ کی ایک کوشش سے خاندان کے سبھی لوگوں کو فلیریا جیسی خطرناک بیماری سے بچنے میں مدد ملے گی۔ اس سلسلہ میں مزید معلومات کے لیے اپنے نزدیکی سرکاری طبی مرکز سے رابطہ کریں۔

طلاق مخالف بل کے خلاف شہر پٹنہ کی خواتین کا احتجاجی جلوس ۱۸/فروری کو

امارت شرعیہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی خواتین ونگ کی پریس کانفرنس

شہر پٹنہ کی غیرت مند اور دینی حمیت رکھنے والی خواتین نے مرکزی حکومت کے حالیہ طلاق بل کے خلاف آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی ہدایت کے مطابق ۱۸/فروری کو ایک بڑا خاموش احتجاجی جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا ہے، یہ جلوس ۱۸/فروری بروز اتوار صبح ساڑھے دس بجے سائنس کالج پٹنہ کے پاس سے چلے گا اور سبزی باغ موڑ تک پہونچے گا، اس موقع پر انجمن اسلامیہ کے احاطہ میں جمع ہوں گی ، یہاں انہیں جلوس سے متعلق کچھ ضروری ہدایات بھی دی جائیں گی۔اس جلوس میں شرکت کے لیے شریعت سے محبت رکھنے والی تمام مسلم خواتین کی طرف سے تحریک جاری ہے، حکومت نے حالیہ طلاق بل کے ذریعہ مسلم خاندان کو جس طرح تباہ کرنے، مسلم پرسنل لا کے آئینی حق کو چھیننے اور یکساں سول کوڈ کی طرف قدم بڑھانے کا معاملہ شروع کیا ہے، وہ نہایت ہی خطرناک اور تشویشناک ہے، اس لیے ضرورت ہے کہ دینی و ایمانی جذبہ رکھنے والی خواتین زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس جلوس کے اندر شریک ہوں اور اپنی غیرت دینی کا ثبوت دیں۔واضح ہو کہ یہ احتجاجی جلوس امارت شرعیہ، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی خواتین ونگ، راشٹریہ سیکولر سیوا منچ اور دیگر ملی وفلاحی تنظیموں کی مشترکہ نگرانی میں نکلے گا۔اسی تعلق سے ایک مشترکہ پریس کانفرنس بھی امارت شرعیہ کے میٹنگ روم میں مورخہ ۱۶/فروری ۲۰۱۸ء روز جمعہ کو دوپہر ڈھائی بجے منعقد ہوئی، جس میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی خواتین ونگ کی کنوینر ڈاکٹر مہ جبین ناز، ڈاکٹر رضیہ سلطانہ، ناہید طلعت، بازغہ انجم، انجم خاتون، نوشابہ خاتون اور عابدہ شاہین کے علاوہ کئی دیگر خواتین ذمہ دار شریک ہوئیں اور میڈیا کے سامنے پرزور انداز میں طلاق مخالف بل کی مخالفت میں آواز بلند کی۔

حضرت امیر شریعت کے ہاتھوں امارت ہیلتھ کیر سنٹر روار کیلا کی جدید عمارت کا افتتاح

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ جو مسلمانان ہند کی ایک باوقار دینی، شرعی اور فلاحی تنظیم ہے، جو تقریباً اٹھانوے سالوں سے ملت کی وحدانیت و اجتماعیت، معاشرہ کی اصلاح، مذہبی و آئینی حقوق کی حفاظت کے علاوہ تعلیم کی اشاعت اور خدمت خلق جیسے میدانوں میں گراں قدر خدمات انجام دے رہی ہے۔امارت شرعیہ کا بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ ومغربی بنگال کے تقریباً پینسٹھ مقامات پر ذیل دارالقضاء و دفاتر قائم ہیں، راورکیلا میں بھی امارت شرعیہ کا دفتر ۱۹۶۷ء سے قائم ہے، یہاں دیگر بنیادی شعبہ جات کے علاوہ عام انسانی خدمت کے لیے شفاخانہ ''امارت ہیلتھ کیر سنٹر'' کے نام سے قائم ہے۔جس کا آغاز ۲۰۰۸ء میں ہوا۔امارت ہیلتھ کیر سنٹر کے لیے مستقل عمارت کی تعمیر ہوئی، جس کا سنگ بنیاد ۲۰۱۳ء میں حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ کے ہاتھوں رکھا گیا، اور مورخہ ۱۴/فروری ۲۰۱۸ء روز بدھ کو امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کے دست مبارک سے اس کا افتتاح عمل میں آیا۔افتتاحی اجلاس میں حضرت امیر شریعت نے اپنے صدارتی خطاب میں امارت ہیلتھ کیر سنٹر کی تعمیر وترقی پر اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہیلتھ سنٹر جو ایک چھوٹے سے کمرے سے شروع کیا گیا، آج اس کے لیے اللہ کے فضل وکرم سے نو دس کمروں پر مشتمل ایک شاندار عمارت بن کر تیار ہے، اگر ہمارے نوجوان اور اصحاب خیر مزید توجہ دیں تو یہ ہیلتھ سنٹر سے ایک بڑا اسپتال بھی بن سکتا ہے، نیز حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ موجودہ حالات کے اعتبار سے اس ہیلتھ سنٹر میں جدید میڈیکل آلات اور مختلف طرح کی چیک اپ مشینوں کا انتظام کرنے کی ضرورت ہے، اس کے لیے ہم سب کو مل کر کوشش کرنی ہے۔اس موقع پر امارت ہیلتھ کیر سنٹر میں شروع سے خدمت انجام دینے والے ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب نے امارت ہیلتھ کیر سنٹر کی دس سالہ تفصیلی رپورٹ پیش کی ۔ حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ، پھلواری شریف پٹنہ نے امارت شرعیہ کی دینی، ملی اور تعلیمی سرگرمیوں کو تفصیل سے بیان کیا اور مختلف شعبہ جات کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی ۔اس اجلاس میں مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا قمر انیس قاسمی رئیس المبلغین امارت شرعیہ، مولانا عبدالودود قاسمی قاضی شریعت راورکیلا، مولانا مفتی ظفر عالم قاسمی، جناب عرفان الحق صاحب ، جناب محمد انور صاحب ، جناب حاجی انعام الحق صاحب امارت ہیلتھ کیر سنٹر کے نگراں جناب نسیم احمد خان صاحب ، جناب حاجی وصی اختر صاحب، مولانا عبد الصمد نعمانی، مولانا ارشد قاسمی اور شہر کے علماء ودانشوران کے علاوہ عوام کی ایک بڑی تعداد شریک رہی اجلاس کا آغاز حافظ محمد فاروق صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مفتی محمد زاہد قاسمی بڑبل نے نظامت کے فرائض انجام دیے، آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجلاس ختم ہوا۔

اب دماغ کا آپریشن

صرف 2 منٹ میں ہوسکتا ہے!

کینیڈا کے ماہرین نے ایک ایسا روبوٹ سرجن ایجاد کیا ہے جو اپنے باریک برموں کی مدد سے دماغ کا آپریشن صرف 2 منٹ میں مکمل کرسکتا ہے اور اس طرح یہ دنیا بھر میں دماغ کے لاکھوں مریضوں کو ہر سال فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

دماغ کی درست ترین عکس نگاری کے لیے یہ روبوٹ سی ٹی اسکین سے استفادہ کرتا ہے اور اپنے برموں کو نپے تلے انداز میں حرکت دیتے ہوئے دماغ کا حساس ترین آپریشن بھی صرف 2 منٹ میں کرسکتا ہے۔ اب تک یہ ایسے تجرباتی پتلوں پر آزمایا جاچکا ہے جو اندرونی اور بیرونی طور پر بالکل حقیقی انسانی کھوپڑی جیسے ہیں۔ البتہ کینیڈا کی وزارتِ صحت سے منظوری مل جانے کے بعد اس سے مریضوں کے آپریشن بھی تجرباتی طور پر کیے جائیں گے تاکہ اس کی کارکردگی درست طور پر سامنے آسکے۔

سرجری کے شعبے میں بہت زیادہ ترقی ہوجانے کے بعد بھی اب تک دماغ کا آپریشن مشکل ترین تصور کیا جاتا ہے کیونکہ دماغ انسانی جسم کا نازک ترین حصہ ہے اور آپریشن میں معمولی سی غلطی بھی مریض کی جان لے سکتی ہے یا پھر اسے ساری زندگی کے لیے معذور بھی بنا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دماغ کے چھوٹے سے چھوٹے آپریشن میں بھی کم سے کم 2 گھنٹے لگ جاتے ہیں جب کہ کامیابی کا اوسط امکان صرف 10 فیصد کے لگ بھگ رہتا ہے۔

لیکن یونیورسٹی آف یوٹاہ کینیڈا میں ایجاد کیے گئے اس روبوٹ کی بدولت یہ سارا منظرنامہ آنے والے برسوں میں تبدیل ہوسکتا ہے۔ آپریشن کے دوران انسانی سرجن کے ہاتھ کانپ سکتے ہیں جب کہ انسانی آنکھ ایک خاص حد سے زیادہ باریک بینی کا مظاہرہ نہیں کرسکتی۔ اس کے مقابلے میں روبوٹ سرجن کی نظر بہت تیز ہے جب کہ اس سے آپریشن کو تیر بہدف بنانے کے لیے سی ٹی اسکین کی مدد سے مسلسل اور تیز رفتار عکس نگاری بھی کی جاتی رہتی ہے۔ اس طرح یہ دماغ کے ان چھوٹے اور اندرونی حصوں کو بھی پوری تفصیل سے دیکھ سکتا ہے جنہیں دیکھنا انسان کے بس سے باہر ہے۔

اپنے تجرباتی مرحلے میں یہ پوری طرح سے خودکار نہیں بلکہ انسانی آپریٹر کی نگرانی میں اپنا کام انجام دیتا ہے۔ البتہ انسانی تجربات کے دوران جانچ پڑتال مکمل ہوجانے کے بعد امید ہے کہ یہ مستقبل میں تقریباً مکمل خودمختار حیثیت سے دماغ کے آپریشن انجام دے رہا ہوگا۔ توقع ہے کہ ''روبوٹک ڈرل'' کہلانے والے اس دماغی سرجن روبوٹ کے انسانی تجربات کی اجازت اس سال کے اختتام تک مل جائے گی:۔

نمک اور پانی سے چارج ہونیوالی بیٹری تیار!

سویڈش انجینئروں نے نمک اور پانی سے بجلی بنانے والا دنیا کا سب سے چھوٹا فیول سیل تیار کرلیا ہے جو آپ کے اسمارٹ فون کو بند نہیں ہونے دیگا، "جے اے کیو" نامی فیول سیل چارج کرنے کیلئے صرف نمک اور پانی کا استعمال کرتا ہے۔

یہ سیل اتنا چھوٹا ہے کہ آسانی سے جیب میں سما سکتا ہے، فیول سیل دوبارہ استعمال شدہ اجزا سے بنایا گیا ہے اور اتنی بجلی تیار کرتا ہے کہ اس سے سمارٹ فون کو بآسانی چارج کیا جاسکتا ہے، اسے چارج کرنے کیلئے نمک اور پانی والے ایک کارڈ کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے بعد ایک یو ایس بی تار کے ذریعے چارجر کو فون سے جوڑ کر اسے بجلی پہنچائی جاسکتی ہے۔

سیل کے اندر نمک اور پانی مل کر ہائیڈروجن بناتے ہیں، ہر کارڈ 1800 ایم اے ایچ بجلی پیدا کرتا ہے اور عین اتنی ہی تیزی سے بیٹری چارج کرتا ہے جیسے بجلی کے چارجر کرتے ہیں، کمپنی کے مطابق دنیا بھر میں فون، کیمروں، ٹیبلٹ اور دیگر دستی آلات کی وجہ سے بجلی اور چارجنگ کی ضرورت بڑھتی ہی جارہی ہے جس کیلئے ہم نے ماحول دوست ایجاد کی ہے، اس طرح ہر وقت چارجر آپ کے ساتھ رہتا ہے، کمپنی کا کہنا ہے کہ اسے پوری دنیا میں ساتھ لے کر گھوما جاسکتا ہے اور کسی ایئرلائن کو اس پر اعتراض نہ ہوگا کیونکہ یہ فیول سیل ان کی ہدایات کے تحت ہی بنایا گیا ہے جو ٹیبلٹ بھی چارج کرسکتا ہے:۔

جسمانی حرارت سے چارج ہونے والی بیٹری تیار!

اسمارٹ فون اور موبائل آلات کو مسلسل توانائی فراہم کرنا آج ایک دردِ سر بن چکا ہے اور اس کے لیے ایک جانب تو بیٹریوں کو زیادہ مؤثر بنایا جارہا ہے تو دوسری جانب ان آلات کو چارج کرنے کے نت نئے طریقوں پر کام ہورہا ہے لیکن اب چین سے خبر آئی ہے کہ انہوں نے جسمانی حرارت سے جارچ ہونے والی بیٹری کا ایک نمونہ تیار کرلیا ہے۔

چین کی ہواژون یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے ماہرین نے ایک پٹی نما شے بنائی ہے جسے اسمارٹ واچ اور دیگر چھوٹے آلات کے ساتھ پہنا جاسکتا ہے اور اسے مستقبل کا چھوٹا جنریٹر کہا جاسکتا ہے۔ اسے پہنے جانے والے آلات مثلاً اسمارٹ واچ اور صحت پر نظر رکھنے والے مانیٹروں کے ساتھ منسلک کرکے بجلی بنائی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ اسے لباس کا حصہ بنا کر بھی پہنا جاسکتا ہے۔

اگر آپ ایک پٹی پہن کر سو جائیں تو پوری رات چھوٹے آلات چارج ہوجائیں گے تاہم ماہرین کی ٹیم نے بدن پر چپکنے والی ایک پٹی تیار کرلی ہے جو جسمانی گرمی سے بجلی بناتی ہے اور اس میں موجود پلاسٹک جیسا ایک جیل بجلی کو آگے پہنچاتا ہے۔ انسانی جسم کا سطحی درجہ حرارت 32 درجے سینٹی گریڈ رہتا ہے جو بسا اوقات اطراف کے ماحول سے بہت زیادہ ہوتا ہے اور اس فرق سے بجلی بن سکتی ہے۔

اس پٹی کا پہلا نمونہ انسانی جسم پر چپکنے کے بعد ایک وولٹ بجلی بناتا ہے جب کہ آئی فون بیٹری چارج کرنے کے لیے 5 وولٹ درکار ہوتی ہے۔ لیکن 8 سینٹی میٹر کا ایک اسٹیکر صرف 0.3 مائیکرو واٹس بجلی بناتا ہے جو بہت کم ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اس نظام کو مزید بہتر بنایا جاسکتا ہے اور مستقبل میں اسمارٹ فون چارج کرنے کے قابل بنایا جاسکتا ہے۔

ہفتہ رفتہ   ہفتہ رفتہ   ہفتہ رفتہ   ہفتہ رفتہ   راشد العزیری ندوی

وفاق المدارس سے ملحق مدارس کے سالانہ امتحانات ۴؍شعبان سے

امارت شرعیہ اور اس کے اکابر ہمیشہ سے مدارس اسلامیہ کے تعلیمی نظام کو معیاری بنانے کے لیے فکرمند رہے ہیں، اسی فکرمندی کے نتیجے میں ۱۹۹۶ء میں آزاد مدارس اسلامیہ کا وفاق قائم کیا گیا، اس کے نظام تعلیم، نصاب تعلیم اور نظام امتحان میں یکسانیت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، چنانچہ اس وقت دوسو پینسٹھ (۲۶۵) مدارس وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ سے منسلک ہیں، جن کا سالانہ امتحان وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ لیتا ہے، اس سال وفاق کے نظام امتحان کو چست ودرست رکھنے کے لئے وفاق کے امتحان کمیٹی کی ایک میٹنگ مورخہ ۲۱؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ مطابق ۸؍فروری ۲۰۱۸ء روز جمعرات میٹنگ ہال امارت شرعیہ میں مولانا محمد قاسم مظفرپوری کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں سالانہ امتحان کی تاریخ کی تعیین، ترتیب سوالات کی نوعیت، امتحان فیس کی ادائیگی اور دیگر اہم امور پر غور وخوض کیا گیا، اور مختلف تاریخوں پر غور کرنے کے بعد مورخہ ۴؍شعبان مطابق ۲۱؍اپریل ۲۰۱۸ تا ۱۲؍شعبان ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۹؍اپریل ۲۰۱۸ء روز سنیچر تا اتوار ہونا طے پایا۔ سوالات کی ترتیب سے متعلق یہ بات طے پائی کہ سوالات کے مرتب کرنے والے علماء مدارس جلد از جلد ان سے متعلق کتابوں کے سوالات مرتب کرکے دفتر کو بھیج دیں تاکہ تعدیل اور کمپوزنگ وغیرہ کے بعد بروقت وفاق کے ملحق مدارس میں بھیجے جاسکیں۔ مقدار خواندگی کے سلسلہ میں طے ہوا کہ جلد از جلد ملحقہ مدارس کے ذمہ دار حضرات اور اساتذہ کرام سے متعینہ نصاب کی مقدار خواندگی کی رپورٹ طلب کی جائے ساتھ ہی امتحان فیس بھی طلب کی جائے جس سے دفتری نظم ونسق میں سہولت ہو۔ ملحق مدارس اپنے یہاں کے تعلیم کو معیاری بنائیں، طلبہ کے اندر اخلاقی اقدار کو فروغ دیں اور ان کی اسلامی طریقہ پر ذہنی وفکری تربیت کریں، اس میٹنگ میں امتحان کمیٹی وفاق المدارس کے ممبران کے علاوہ ملحقہ مدارس کے ذمہ داران نے بھی شرکت کی، اور صدر محترم کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

اسلامی قانون کی حفاظت کے لیے خواتین میں بیداری ضروری: ناظم امارت شرعیہ

ملت کے زوال کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ وہ اپنے حقیقی اور خاندانی مسائل سے غافل ہوجائیں اور اپنی صلاحیتیں ایسی چیزوں میں صرف کرنے لگیں، جس کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ اس وقت ہمارا ملک اسی صورت حال سے گذر رہا ہے، بجائے اس کے کہ حکومت معیشت اور ترقی کے اسباب کی فکر کرتی، اپنے نفرت کے ایجنڈے کو بڑھاتے ہوئے مسلم قوانین میں رخنہ اندازی میں لگی ہوئی ہے۔ ان باتوں کا اظہار ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب رکن اساسی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے مقام نہسہ، پٹنہ میں منعقد خواتین کے ایک اجلاس سے کیا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ عورتیں اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں۔ خاندان اور بچوں کی پرورش ان کی گود سے وابستہ ہے، آپ نے اپنے خطاب کے اخیر میں فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں کو نماز، تلاوت قرآن ذکرواذکار اور تسبیحات سے آباد رکھیں، ان معمولات سے گھروں میں برکت آئے گی اور برے اثرات کا خاتمہ ہوگا، مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے حکومت کے موجودہ طلاق بل کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ اس سے خواتین میں بے اطمینانی کی کیفیت پیدا ہوگی۔ اسلام کا جو قانون بنا ہوا ہے، اس سے ہم ذرہ برابر پیچھے نہیں ہٹ سکتے ہیں۔ نکاح، طلاق، خلع، ترکہ، وراثت اور حضانت وغیرہ سے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں قوانین بنے ہوئے ہیں، وہی ہمارے لیے دینی اور بنیادی قوانین ہیں اور وہی ہمارے لیے مسلم ہیں، آپ نے عورتوں کی قربانیوں کا تذکرہ اسلامی تاریخ کے حوالہ سے کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے پہلے قرآن کی حافظہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ نے مزید نے فرمایا کہ اسلام اور قوانین کی حفاظت کے سلسلہ میں جو بھی قربانی دینا پڑے، ہماری ماں وبہنوں کو پیچھے نہیں رہنا ہے۔ مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگلپوری معاون قاضی امارت شرعیہ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں عورتوں کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ خواتین پیدائش سے لے کر وفات تک سراپا رحمت اور اس روئے زمین کے لیے برکت کا باعث ہیں۔ آپ نے خواتین کی حیثیت کو بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کے اندر تقسیم کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر ایک کے حقوق کی ادائیگی پر جنت کی بشارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ لہٰذا ہماری مائیں اور بہنیں اپنی عظمت کو سمجھیں، آپ نے مزید فرمایا کہ دین کی خدمت میں جس طرح مرد کی قربانیاں ہیں، اس سے کہیں زیادہ خواتین اسلام کی بھی قربانی ہیں، اس وقت ایسے قوانین کو لانے کی کوشش کی جارہی ہے، جس سے یکساں سول کوڈ کی بو محسوس ہورہی ہے، اس لیے امارت شرعیہ کا پیغام یہ ہے کہ جب بھی اکابر آواز لگائیں، اسلامی قوانین کی حفاظت میں ہم لبیک کہیں گے، ان شاء اللہ۔ واضح رہے کہ اس پروگرام کا انعقاد الحاج نجم الحسن نجمی صاحب چیرمین نجم گروپ پھلواری شریف، پٹنہ نے کیا تھا۔ اس اجلاس کو کامیاب اور بامقصد بنانے میں مولانا ارشد رحمانی صاحب، مولانا خالد صاحب وغیرہ پیش پیش تھے۔

اسلام نے مرد وعورت ہر ایک کے لیے ضابطۂ حیات مقرر کیا: مفتی سہیل احمد قاسمی

قرآن ایک مکمل دستور حیات ہے، مکمل قانون ہے، جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے، یہ مرد وعورت دونوں کے لیے ضابطۂ حیات کو بیان کرتا ہے اور قیامت تک کے لیے بیان کرتا ہے، بلکہ آخرت کی حیات کو بھی بتلاتا ہے، لہٰذا قرآن کے رہتے ہوئے ہمیں کسی کے قانون کی ضرورت نہیں ہے، کسی کی حمایت کی ضرورت نہیں ہے، کسی کو ہمارے آنسو پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے، کسی کو ہماری فکر کرے کی ضرورت نہیں ہے، ان سب باتوں کا اظہار حضرت مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی مفتی امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ نے اقرأ پبلک اسکول، امام کالونی پھلواری شریف میں خواتین کے ایک اجتماع میں کیا۔ خواتین کے اس پروگرام میں نوجوان عالم دین مولانا عبد الرحمٰن قاسمی نے بھی شرکت کی اور اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے طلاق بل کے پس پردہ چھپی سازش کو اجاگر کیا اور کہا کہ یہ بل اصل میں خاندانی سسٹم کو ختم کرنے کی سازش ہے، زنا کو عام کرنے کی کوشش ہے، مسلمان عورتوں کو روڈ پر لانے کی پرانی چال ہے، اس لیے ضرورت ہے تعلیم کی، ان سب سازشوں کو سمجھنے کی اور اپنے اندر دینی ماحول پیدا کرنے کی۔ ان کے علاوہ علاقہ کے دانشوران، ماہرین تعلیم، سماجی شخصیات اور عوام وخواص کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی، خواتین اسلام کی بھی ایک بڑی تعداد نے شوق اور دینی جذبے کے ساتھ اجلاس میں شرکت کی اور امارت شرعیہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس بل کی مخالفت میں آواز بلند کی۔

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

شریعت زندہ ہے تو مسلمان زندہ ہے: امیر شریعت

شہر کٹک ،اڈیشہ کے عظیم الشان اجلاس عام میں حضرت امیر شریعت کا خطاب

ایک مسلمان کا دینی وایمانی وجود اس کی شریعت سے وابستہ ہے،شریعت زندہ ہے تو مسلمان بھی زندہ ہے،اس لیے زندگی کے ہر قدم پر تحفظ شریعت اور نفاذ شریعت کی فکر دینی زندگی کا بنیادی تقاضہ ہے ، ان خیالات کا اظہار امیر شریعت، مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے ۱۳ر فروری کو شہر کٹک کے وسیع میدان میں منعقد ’’تحفظ شریعت‘‘ کے عظیم اور تاریخی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔آپ نے فرمایا کہ اس وقت ملک کی مرکزی حکومت نہایت چالاکی اور عیاری کے ساتھ ہماری خواتین کو انصاف کا جھانسہ دے کر ہمیں شریعت سے دور کرنے ، مسلم پرسنل لا کے آئینی حق سے محروم کرنے اور یکساں سول کوڈ کی راہ ہموار کرنے کی ناپاک منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم حکومت کی اس چالاکی کو سمجھیں، جو بل طلاق کے تعلق سے حکومت لوک سبھا کے بعد راجیہ سبھا سے پاس کروانا چاہتی ہے وہ انصاف تو دور معمولی عقل کی کسوٹی پر بھی پورا نہیں اترتا، وہ تو پورا کا پورا ایک خطرناک سازش کا حصہ نظر آتا ہے۔ یہ بل اگر پاس ہو جاتا ہے تو ہماری شریعت پر کھلا ہوا حملہ، ہمارے خاندانی نظام کے لیے تباہ کن اور ہمارے نوجوانوں کو جیل کی سلاخوں میں ڈالنے کا ایک حربہ ہوگا۔ ہمیں پوری طاقت کے ساتھ اس بل کی مخالفت کرنی ہے، خاص طور پر خواتین کو بیدار کر کے اس بل کے خلاف مسلم پرسنل لا کی ہدایت کے مطابق خاموش احتجاجی جلوس نکالنا ہے اور میمورنڈم کے ذریعہ اپنی ناراضگی درج کرانی ہے، آپ نے حاضرین کو خود اپنی زندگی میں بھی شریعت کا پابند رہنے کی تلقین کی ، اور کہا کہ ہم اپنی زندگی میں شریعت کے جتنے پابند ہوں گے، ہماری شریعت اتنی ہی محفوظ ہوگی ۔ کٹک میں قائم دار القضاء امارت شرعیہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے کہا کہ یہ ایک بڑی نعمت ہے،آپ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے تنازعات ومسائل شرعی عدالت کے ذریعہ حل کرائیں ،اس موقع پر حضرت امیر شریعت نے دار القضاء کٹک کی ایک جدید تعمیر شدہ عمارت کا افتتاح بھی کیا۔اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری حضرت مولانا عمرین محفوظ رحمانی نے اپنے نہایت پر جوش انداز میں حکومت کے ناپاک ارادوں اور مسلم پسنل لا سے متعلق ان کے غلط اقدامات پر روشنی ڈالی اور کہا کہ اللہ نے اجتماعیت میں قوت رکھی ہے،مسلم پرسنل لا ملک کے مسلمانوں کا سب سے بڑا اور متفقہ پلیٹ فارم ہے،آپ اس کی آواز کو مضبوط کریں اور اس کی ہدایات کے مطابق تحفظ شریعت اور اصلاح معاشرہ کے کاموں کو آگے بڑھائیں ، انتظار کا وقت ختم ہو چکا ، اب عملی اقدام کی ضرورت ہے، جناب مولانا ابو طالب رحمانی صاحب کلکتہ نے ولولہ انگیز انداز میں شریعت کی عظمت اور اس کے قوانین کی اہمیت کو اجاگر کیا اور کہا کہ فرض واجب تو دور ہم مسلمان ایک معمولی سنت سے بھی سمجھوتہ قبول نہیں کر سکتے ،ضرورت ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت یہی جذبۂ ایمانی پیدا کرے اور ہر قدم پر شریعت سے محبت کا عملی اظہار کرے، جناب مولانا مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے صوبۂ اڈیشہ میں امارت شرعیہ کے خدمات ، دار القضاء کے نظام کی برکت اور موجودہ حالات میں اس کی ضرورت پر روشنی ڈالی ، اس عظیم الشان اجلاس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی ، حضرت امیر شریعت کی آمد پر لوگوں کا جوش دیکھنے کے قابل تھا ، اس اجلاس میں خاص طور پر جمعیۃ العلماء اڈیشہ کے صدر جناب مولانا جلال قاسمی ، مفتی محمد سفیان قاسمی ، مفتی محمد جمال قاسمی کے علاوہ صوبہ کے مختلف مدارس ومساجد کے علماء وائمہ کرام نے کثیر تعداد میں شرکت کی، اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں رئیس المبلغین مولانا قمر انیس قاسمی ، مولانا شعیب قاسمی ، معاون قاضی کٹک مولانا صبغۃ اللہ قاسمی ، حافظ راشد حسین ، حافظ نسیم ، حافظ مطیع اللہ، حاجی عبد القدوس ،عبد الباطن ، مفتی ثناء اللہ وغیرہ نے خصوصی حصہ لیا۔ جناب مولانا سراج الاسلام ندوی اور مفتی عبد الرحمٰن ندوی نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔

طلاق مخالف بل مسلمانون کو پریشان کرنے اور جیل بھیجنے کا نیا حربہ: حضرت امیر شریعت

راورکیلا میں عظیم الشان تحفظ شریعت کانفرنس کا انعقاد

شریعت کا قانون اللہ کا بنایا ہوا قانون ہے جس میں کسی طرح کی تبدیلی ممکن نہیں ہے، طلاق مخالف بل جو سرکار نے لوک سبھا میں اکثریت کی بنیاد پر پاس کرا لیا ہے اور راجیہ سبھا میں پاس کرانے کے لئے پوری کوشش کر رہی ہے یہ بل شریعت کے قانون کے خلاف بھی ہے اور عقل انسانی کے بھی خلاف ہے، کسی بھی عاقل بالغ انسان کے کلام کو لغو اور بکواس قرار دینا یہ کسی بھی مذہب میں صحیح نہیں ہے، اس لئے اگر کوئی انسان ایک طلاق دیتا ہے تو ایک طلاق پڑے گی، دو طلاق دیتا ہے تو دو طلاق پڑے گی ، تین طلاق دیتا ہے تو تین طلاق پڑے گی ۔‘‘ان خیالات کا اظہار امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے مورخہ ۱۴ر فروری ۲۰۱۸ء روز بدھ کو راورکیلا میں منعقد عظیم الشان تحفظ شریعت کانفرنس میں عوام کے جم غفیر سے خطاب کرتے ہوئے کیا ، انہوں نے طلاق بل کے نقصانات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ طلاق مخالف بل سراسر مسلمانوں کو پریشان کرنے اور جیل بھیجنے کا نیا حربہ ہے، اس سے پہلے بھی سرکار کی طرف سے مسلمانوں کو جیل بھیجنے کے بہت سارے طریقے اپنائے گئے جو زیادہ کارگر ثابت نہیں ہوئے ، اب سرکار طلاق بل کے ذریعہ ایسا حربہ اپنانے جا رہی ہے، جس سے کسی بھی شریف ، معزز فرد، دینی، ملی اور سماجی خدمت کرنے والے مسلمان کو ایک ادنیٰ انسان بھی ایک فون سے جیل کی ہوا کھلا سکتا ہے، حضرت نے مزید فرمایا کہ حکومت چند نقاب پوش کو اپنے ساتھ لا کر یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ مسلم عورتیں ہمارے ساتھ ہیں، ہماری ذمہ داری ہے کہ یہ ثابت کریں کہ ہماری عورتیں حکومت کے ساتھ نہیں ہیں، بلکہ شریعت کے ساتھ ہیں، اس کے لئے سب سے پہلے آپ اپنی عورتوں کو طلاق بل کے نقصانات کو بتائیں، اور ہر شہر اور گاؤں میں جہاں بھی ممکن ہو شریعت کے حدود وقیود کی پابندی کرتے ہوئے جلوس کی شکل میں عورتوں کا خاموش مظاہرہ کریں، مجسٹریٹ یا اے ڈی ایم کو میمورنڈم دیں اور ان سے کہیں کہ ہمارے پیغام کو صدر جمہوریہ اور ایوان حکومت تک پہنچائیں ، یہ مسلم پرسنل لا بورڈ کی آواز ہے، آپ کی ذمہ داری ہے کہ بورڈ کی آواز پر لبیک کہیں ،فتنہ جس راستے سے آ رہا ہے اس کو روکنے کے لیے ہمیں بھی وہ راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ اجلاس میں موجود حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے اپنے پر مغز خطاب میں فرمایا کہ مسلمان پہلے اپنے اوپر دین کو نافذ کریں خود دین پر عمل کریں اور پھر حکومت سے مطالبہ کریں کہ ہماری شرعی قوانین میں کسی طرح کی تبدیلی نہ کی جائے ، انہوں نے کہا کہ ہمارا مطالبہ حکومت سے صرف یہ ہے کہ

ہمارے پرسنل لاء میں ہمیں قانون شریعت پر عمل کرنی ہے، اس کی آزادی ہمیں دستور نے بھی دیا ہے، کرمنل لاء اور دیگر معاملات میں گورنمنٹ کے قانون پر عمل کرتے ہیں، انہوں نے مزید کہا کہ ۱۹۷۲ء میں ہمارے اکابرین نے مسلم پرسنل لا بورڈ کی شکل میں ایک متحدہ اور مشترکہ پلیٹ فارم دیا ہے جس نے شروع سے ہی اس ملک میں شریعت کے خلاف ہونے والے اقدامات کی پرزور مخالفت کی ہے، آج یہ بورڈ حضرت امیر شریعت کی قیادت اور حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی کی سربراہی میں بہتر کام انجام دے رہا ہے۔ اس موقع سے جناب مولانا قمر انیس صاحب رئیس المبلغین امارت شرعیہ نے اپنے دلنشیں خطاب میں امارت شرعیہ کی ہمہ جہت خدمات کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ جہد مسلسل کا نام ہے، جس کی ہمہ جہت خدمات کا احاطہ مختصر وقت میں ممکن نہیں ہے۔ جناب مولانا مفتی انظار عالم قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے دار القضاء کی اہمیت وافادیت اور دار القضاء کی کارکردگی پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے باہمی نزاعات کو دار القضاء میں آ کر حل کریں اس میں امن وسلامتی ہے اور اللہ کی رضا کا ذریعہ ہے۔اس موقع پر جناب مولانا ارشد صاحب قاسمی نائب مہتمم جامعہ حسینیہ راورکیلا نے بھی خطاب کیا، ان کے علاوہ علماء کرام کی ایک بڑی تعداد اسٹیج مین موجود تھی ، جن میں مولانا عبد الصمد نعمانی ، مفتی ظفر عالم قاسمی ، قاری فیض الرحمٰن ، مولانا عباد الرحمٰن ، مولانا لطف اللہ رحمانی ، مولانا اشتیاق ، مولانا عبد الودود قاسمی ، مولانا محسن صاحب وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں ، اجلاس کو کامیاب بنانے میں جناب محمد انور صاحب صدر استقبالیہ، مفتی ظفر عالم قاسمی ، حاجی شکیل احمد ، عرفان الحق صاحب ، نسیم احمد خان ، افروز احمد کونسلر ، ماسٹر الطاف ، ارشاد احمد ایڈوکیٹ ، محمد خالد نیتا ، اعجاز احمد وارث علی خان ، مولانا عتیق الرحمٰن صاحب ، مولانا کرامت حسین صاحب کارکنان امارت شرعیہ راورکیلا وغیرہ نے اہم رول ادا کیا ، اجلاس کا آغاز مفتی ظفر عالم قاسمی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مفتی شارق صاحب معلم مکتب امارت شرعیہ راورکیلا نے نعت شریف پیش کیا ، جامعہ حسینیہ راورکیلا کے ایک طالب علم محمد ثاقب چترا وری نے مسلم پرسنل لا بورڈ پر ایک خوبصورت نظم بھی پیش کیا اور مفتی زاہد قاسمی مہتمم جامعہ عمر فاروق پڑبل نے بحسن وخوبی نظامت کے فرائض انجام دیا۔اور حضرت امیر شریعت کی دعاء پر یہ کامیاب اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

ضلع سمستی پور میں ۳ر مارچ سے وفد امارت شرعیہ کا دورہ

حسب ہدایت حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امارت شرعیہ کا ایک مؤقر وفد نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا سہیل احمد ندوی صاحب کی قیادت میں ۳ر مارچ ۲۰۱۸ء سے ضلع سمستی پور کا دعوتی دورہ کرے گا ، اس وفد میں جناب مولانا مفتی شکیل احمد قاسمی نائب شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ، مولانا مفتی یحیٰ غنی صاحب استاذ دار العلوم الاسلامیہ، جناب مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی صاحب نائب مفتی امارت شرعیہ، جناب مولانا نذیر احمد ندوی صاحب مہتمم مدرسہ ضیاء العلوم روسڑا ، جناب مولانا نثار الحق قاسمی صاحب امام وخطیب جامع مسجد سویا ، جناب مولانا رضی احمد مظاہری صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام بکھڈا ، بیگوسرائے ، جناب مولانا محمد اویس رحمانی صاحب امام وخطیب جامع مسجد مٹکا ، جناب مولانا محی الدین رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ جناب مولانا سعود اللہ رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ شامل رہیں گے۔ جبکہ ۱۲ر مارچ کے اجلاس میں نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی اور مولانا سید محمد عادل فریدی دفتر نظامت امارت شرعیہ کی بھی شرکت ہوگی، اس کے علاوہ دیگر مقامی علماء بھی شریک وفد ہوں گے۔ اس وفد کے دورہ کا مقصد عوام وخواص کے اندر دینی شعور کو عام کرنا ، ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں جماعتی زندگی کو منظم و مستحکم بنانا ، تعلیم کی اہمیت اور اصلاح معاشرہ کی ضرورت سے واقف کرنا ، موجودہ ہندوستان میں مسلمانوں کو درپیش مسائل سے روشناس کراتے ہوئے ان کے حل پر روشنی ڈالنا ، ایک کلمہ کی بنیاد اور انسانیت کی وحدت پر اتحاد ومحبت اور آپسی بھائی چارے کی دعوت دینا اور امارت شرعیہ کی طویل خدمات اور حالیہ منصوبوں سے مطلع کرنا نیز منصوبوں کی تکمیل کے لیے مالی تعاون حاصل کرنا ہے۔ وفد کا یہ دورہ ۳ر مارچ سے شروع ہو کر ۱۲ر مارچ کو ختم ہوگا، پورے پروگرام کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تفصیل پروگرام

تاریخ	ایام	پروگرام دن	ملحقہ مواضعات	پروگرام شب	ملحقہ مواضعات
۳ر مارچ	سنیچر			مٹکا	پیر بخش پور، عیدگاہ محلہ، بہری، اوسری وغیرہ
۴ر مارچ	اتوار	کمر کالا چاموگھراری	اتر محلہ کمر کالا، چاموگھراری مغربی ٹولہ وغیرہ	ڈمہا یہ جامع مسجد	مرزا پور، اسلام پور، بھوینی، راج منی وغیرہ
۵ر مارچ	سوموار	للہول	گوریاری، برہم پورہ، گوجرا، ہری پور، مدّا، انوردری وغیرہ	بہدورہ	ڈمرا، پپرا، بھر یہار، ہرا وغیرہ
۶ر مارچ	منگل	بیلاہی	رہی، گولیا، بھر یہار، بسدیوا، بنکول، بھرہا وغیرہ	بسولی جامع مسجد	بھر یہار، سونما، سنہھکا، پپرا، واری، شری پور، مونا، ڈھگجری وغیرہ
۷ر مارچ	بدھ	ستراسونسا جامع مسجد	پرہٹ، ٹنواں، بیلواہا، مروا، کرہی وغیرہ	ماہے سنگھیا جامع مسجد نزد تھانہ	صالح پور، بلہا، خیر پورہ وغیرہ
۸ر مارچ	جمعرات	سویا	موسیٰ پور، صالح پور، بھٹنڈی، بلہا وغیرہ	کیسرورہ جامع مسجد	دودھ پورہ، منگل گڑھ، جھاڑاہی، ڈنگ ٹولہ، داة، بھٹنڈی، دودھا وغیرہ
۹ر مارچ	جمعہ	شہر روسڑا کی مختلف مساجد میں علماء کا خطاب	تھانہ روڈ، گدری بازار، مرکزی جامع مسجد، فقیرنا جامع مسجد وغیرہ	اودے پور	خیرا، گوند پور، چاند پور، بکاری، سہا، نیا منٹھ، بلاسی ٹولہ، شاہ پور وغیرہ
۱۰ر مارچ	سنیچر	مہی	مصطفیٰ پور، درگاہ ٹولہ، گروجی ٹولہ، مغربی ٹولہ، پدما ٹولہ وغیرہ	مالی پور جامع مسجد	برموترا، رام پور، سوجان پور، گڑھ پورہ، حسن پور، برئی پورہ، محی الدین پور، سید پور وغیرہ
۱۱ر مارچ	اتوار	جامع صفہ نور اللہ پور	دولت پور، ساگی، بریار پور، مرزا پور، مال پور، پھچھوت، خداوند پور، بارہ، تتراہی وغیرہ	مدرسہ تعلیم الاسلام بکھڈا	سونت، سرسی، جاناپنسلہ، اجنی، ڈومری، بکاری، اماری وغیرہ
۱۲ر مارچ	سوموار	مدرسہ اسلامیہ دعوۃ الحق چک بہاء الدین دلسنگھ سرائے	چک بہاء الدین، پانڑھ، بابو پور، بیل تل، نشلکھنی، مختیار پور، پگڑا وغیرہ	چھوٹی بریار پور	بڑی بریار پور، چھوٹی بریار پور، محمود پور، ہلئی، خالص پور، جنداہا وغیرہ

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے عام مسلمانوں خصوصا اس ضلع کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ اس دورہ وفدؤ کے پروگراموں کو کامیاب اور بامقصد بنانے میں بھرپور حصہ لیں اور ایمانی بیداری کا ثبوت دیں۔

اعــــلان مفقــود الخبـــری

● مقدمہ نمبر ۵/۳۴۱/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء توپسیا روڈ کولکاتا) نکہت پروین بنت محمد نیاز الحق مقام ۳۱ کمیدان بگان لین تھانہ تالتلہ ضلع کولکاتا۔ مدعیہ۔ بنام۔ انور کاظمی ولد سلطان مقام اسماعیل گنج، نزد عیدگاہ ڈاکخانہ لہیر یا سرائے ضلع دربھنگہ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ توپسیا روڈ کولکاتا میں تقریبا پانچ سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعوی دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۳/رجب المرجب ۳۹ھ مطابق ۲۰/مارچ ۲۰۱۸ء روز منگل کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۶۵/۱۰۹۷/۱۴۳۸ھ رحمتی پروین بنت محمد عظیم درزی محلہ انصار نگر چترا جھارکھنڈ۔ بنام۔ متین خان ولد نزاکت خان مقام دھوبیا ڈاکخانہ سیمان ضلع بدایوں یوپی۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ رحمتی پروین نے آپ مدعا علیہ کے خلاف دار القضاء جامعہ رشید العلوم چترا میں دو سالوں سے نان ونفقہ اور حق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ مدعا علیہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ مدعا علیہ جہان کہیں بھی ہوں اپنی موجودگی کی اطلاع دین اور تاریخ پیشی ۳/رجب المرجب ۳۹ھ مطابق ۲۰/مارچ ۲۰۱۸ء روز منگل ۹/بجے دن کو آپ مدعی علیہ خود مع گواہان وثبوت دار القضاء جامعہ رشید العلوم چترا میں حاضر آکر رفع الزام کریں۔ واضح ہو کہ عدم پیروی وحاضری کی صورت میں مقدمہ ہذا فیصل کر دیا جائے گا۔ فقط۔ قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۵/۱۷/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء مدرسہ قاسمیہ خادم العلوم حسن آباد کوڈرما) روبینہ خاتون بنت شمیم انصاری مقام بیسوڈیہہ ڈاکخانہ ہیروڈیہہ تھانہ جے نگر ضلع کوڈرما، جھارکھنڈ۔ مدعیہ۔ بنام۔ فخر الدین ولد عبد الغفور مرحوم مقام جھنجھنو ڈاکخانہ جھنجھنو تھانہ جھنجھنو ضلع جھنجھنو راجستھان۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں آپ کی بیوی مدعیہ نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ قاسمیہ خادم العلوم حسن آباد کوڈرما جھارکھنڈ میں تقریبا چھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ نہ دینے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۷/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۴/مارچ ۲۰۱۸ء روز سنیچر کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ نوٹ اپنا اور اپنے گواہوں کا شناختی کارڈ اور اس کی فوٹو کاپی ضرور ساتھ لائیں۔ فقط۔ قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۲/۱۹۴۳/۳۹ھ رقیبہ خاتون بنت محمد دکھی انصاری مقام سنہولی ڈاکخانہ بسیٹھا تھانہ بینی پٹی ضلع مدھوبنی۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد مشتاق ولد محمد سلیم مقام سنہولی ڈاکخانہ بسیٹھا تھانہ بینی پٹی ضلع مدھوبنی۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ مدعا علیہ کے خلاف فسخ نکاح کا دعویٰ کیا ہے کہ آپ غائب لاپتہ ہیں، نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہیں کر رہے ہیں۔ لہذا آپ مورخہ ۳/رجب المرجب ۳۹ھ مطابق ۲۰/مارچ ۲۰۱۸ء روز منگل کو بوقت ۱۰/بجے دن دار القضاء دملہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، بصورت عدم حاضری وعدم پیروی مقدمہ فیصل کر دیا جائے گا۔ فقط۔ قاضی شریعت

(بقیہ صفحہ اول)

(٦) تجویز تشکر: مرکزی حکومت کی طرف سے جو ویمن پروٹیکشن بل پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا اور ایک ہی دن میں منظور کروالیا گیا پارلیمنٹ میں اس کے خلاف سب سے مضبوط آواز آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ورکنگ کمیٹی کے ممبر جناب اسد الدین اویسی صاحب نے بلند کی، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ اجلاس ان کی اس نمائندگی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اظہار تشکر کرتا ہے۔ اسی طرح اے آئی ڈی ایم کے سے تعلق رکھنے والے جناب انور راجا اور انڈین یونین مسلم لیگ کے دو ایم پیز نے بھی مخالفت کی پھر جب یہ بل راجیہ سبھا میں پیش کیا گیا تو مندرجہ ذیل سیاسی پارٹیز نے اس کی زبردست مخالفت کی جس کے نتیجہ میں یہ بل ابھی راجیہ سبھا میں معلق ہے۔

١۔ کانگریس ٢۔ اے آئی ڈی ایم کے ٣۔ ڈی ایم کے ٤۔ بیجو جنتا دل ٥۔ تیلگو دیشم پارٹی ٦۔ ترنمول کانگریس ٧۔ سماج وادی پارٹی ٨۔ آر جے ڈی

بورڈ کا یہ اجلاس مذکورہ بالا ارکان پارلیمنٹ اور سیاسی پارٹیز کا شکریہ ادا کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ ان کی طرف سے تعاون کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

(٧) تجویز تعزیت: بورڈ کا یہ اجلاس جناب سید شہاب الدین صاحب دہلی، جناب سلطان احمد صاحب ایم پی کلکتہ، حضرت مولانا مفتی محمد اشرف علی باقوی صاحب بنگلور، جناب ڈاکٹر قمر الاسلام صاحب (ایم ایل اے) گلبرگہ، جناب حاجی سکندر اعظم صاحب کلکتہ، شیخ ثانی مولانا عبد الحق اعظمی صاحب سہارنپور، جناب ای احمد صاحب سابق یونین منسٹر کیرالا، حضرت مولانا محمد ریاست علی صاحب بجنوریؒ استاذ دار العلوم دیوبند، حضرت مولانا محمد یونس جونپوری صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور، مولانا شفیق احمد قاسمی صدر مدرس دار العلوم امدادیہ ممبئی، حضرت مولانا ظہیر الدین اثری صاحب شیخ الحدیث جامعہ دار السلام عمرآباد، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی عمیر مدیر ماہنامہ راہ اعتدال، مولانا محمد اسلم قاسمی ناظم تعلیمات وصدر مدرس دار العلوم وقف دیوبند، مفتی عبد اللہ پھولپوری صاحب ناظم مدرسہ عربیہ بیت العلوم، رکن بورڈ مولانا محمد علی محسن تقوی کے والد ماجد سید علی تقوی کے سانحہ ارتحال پر گہرے صدمے کا اظہار کرتا ہے، یہ سارے حضرات دین اور ملت کی خدمت کے اعتبار سے ممتاز تھے، ان کی دینی فکری اور علمی جدوجہد سے ملت کو تقویت اور بورڈ کے کاز کو آگے بڑھانے میں مدد ملتی رہی، بلاشبہ ان حضرات کے انتقال سے ایک بڑا خلا پیدا ہوگیا، ہم سب ان کے لئے مغفرت اور بلندی درجات کی دعاء کرتے ہیں اور ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

(٨) تجویز شکریہ: بورڈ کے ۲۶/ویں اجلاس حیدرآباد کی میزبانی کرنے والے مجلس استقبالیہ کے صدر محترم المقام جناب اسد الدین اویسی صاحب، کنوینر جناب رحیم الدین انصاری صاحب اور ان کے رفقاء کرام کا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے مندوبین کرام کو آرام اور راحت پہونچانے اور ضیافت و میزبانی میں مثالی کردار ادا کیا، دعاء کرتے ہیں اللہ رب العزت ان سبھوں کو بہتر بدلہ عطا فرمائے اور ان کی دینی وملی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔

واضح ہو کہ اجلاس بورڈ کے اختتام پر شہر حیدرآباد کے تاریخی میدان دار السلام میں ایک بڑا اجلاس عام ہوا، جس میں صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، جنرل سکریٹری بورڈ مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کے علاوہ مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی، مولانا نصرت علی نائب امیر جماعت اسلامی ہند مولانا عبید اللہ خان اعظمی، مولانا ابو طالب رحمانی کلکتہ، جناب ظفر یاب جیلانی ایڈوکیٹ، بیرسٹر اسد الدین اویسی ایم پی، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، جناب نثار احمد (نمائندہ جماعت شیعہ) مولانا ڈاکٹر یٰسین علی بدایونی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری بورڈ، جناب مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی، مفتی خلیل احمد حیدرآباد، مولانا محمد حسام الدین ثانی، عاقل جعفر پاشا صاحب وغیرہم نے اجلاس عام کو خطاب کیا، اور طلاق ثلاثہ بل کے نقائص، بابری مسجد مقدمہ اور دوسرے معاشرتی مسائل پر تقریریں کیں، اجلاس کی نظامت جناب رحیم الدین انصاری صاحب نے کیا اور آخر میں شب کے ۲/بجے صدر بورڈ کی دعاء پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

(بقیہ صفحہ ۱۲) بورڈ تحفظ شریعت اور اتحاد بین المسلمین کے لئے ہمہ وقت فکرمند اور کوشاں ہے، بورڈ کی سب بڑی طاقت اس کا اتحاد ہے جس کی حفاظت ہر قیمت پر مطلوب ہے، ملک کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر صاف طور پر محسوس ہوتا ہے کہ بورڈ کی وحدت واجتماعیت کو نقصان پہونچانے کی بھرپور کوششیں کی جارہی ہیں، ان کوششوں کو ناکام کرنا اور بورڈ جیسے مثالی پلیٹ فارم کو محفوظ اور متحد رکھنا مسلمانان ہند کی ذمہ داری ہے، اس لئے ملک کے موجودہ حالات میں بورڈ پر زیادہ سے زیادہ اعتماد کا اظہار کیا جانا چاہئے، اس کے فیصلوں کو خوش دلی سے قبول کیا جانا چاہئے اور جس مرحلہ میں بورڈ مسلمانان ہند سے جس قربانی کا مطالبہ کرے اس مطالبہ کی تکمیل کی فکر کی جانی چاہئے۔

(بقیہ اسلام کا قانون طلاق) اس اجازت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ شوہر جب چاہے، جتنی چاہے، طلاق دیدے، بلکہ شریعت نے اس کا ایک خاص طریقہ مقرر کیا ہے، جس میں بہت سی حکمتیں ہیں، وہ طریقہ یہ ہے کہ شوہر کو جب ضرورت پڑے تو اپنی بیوی کو صرف ایک طلاق دے، کیوں کہ جب صرف ایک طلاق دے گا تو اس صورت میں دونوں کے درمیان مصالحت اور بغیر کسی شرمندگی وندامت کے واپسی کا دروازہ کھلا رہے گا، نیز یہ ایک طلاق بھی ایسی پاکی کے زمانہ میں دے، جس میں بیوی سے ہمبستری نہ کیا ہو، یعنی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے اور اتفاق سے اس کی بیوی ناپاکی (حیض) کی حالت میں ہے، یا پاکی کی حالت میں ہے، لیکن اس پاکی میں ہمبستری ہوچکی ہے تو اس وقت طلاق دینا شرعا درست نہیں، اس شخص کو چاہئے کہ طلاق دینے کے لیے اگلی پاکی کا انتظار کرے۔ طلاق کے اس طریقے میں متعدد حکمتیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جب طلاق دینے کے لیے اگلی پاکی کا انتظار کرے گا تو ہوسکتا ہے کہ انتظار کے اس وقفہ میں اس کا غصہ ٹھنڈا ہوکر اس کی رائے بدل جائے اور طلاق کی نوبت ہی نہ آئے، نیز اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ عام طور پر ناپاکی کی حالت میں بیوی کی طرف سے رغبت ومیلان نہیں ہوتا، اسی طرح اس پاکی کے زمانہ میں جس کے اندر ہمبستری ہوچکی ہے، بیوی کی طرف رغبت ومیلان کم ہوتا ہے، برخلاف اس پاکی کے جس میں ہمبستری نہیں ہوئی ہے، شوہر کا بیوی کی طرف پورے طور پر میلان ہوتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ یہی رغبت ومیلان اس کو طلاق دینے سے باز رکھے اور اگر اس حالت میں بھی طلاق دیدیتا تو یہ سمجھا جائے گا کہ یہ کسی جذباتی فیصلہ اور وقتی منافرت کا نتیجہ نہیں؛ بلکہ اس شخص کو واقعی طلاق دینے کی ضرورت تھی۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ ہے طلاق دینے کا سب سے بہتر طریقہ، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو طلاق کے تعلق سے ایسی ہدایات اور تدبیریں بتلاتے ہیں جس میں کم سے کم طلاق واقع ہو اور رشتۂ نکاح کو حتی الامکان ٹوٹنے سے بچایا جاسکے۔

(بقیہ اللہ کی باتیں) حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ ’’قوا أنفسكم وأهليكم نارا‘‘ کے تحت تحریر فرماتے ہیں: ’’حضرات فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لئے کوشش کرے۔‘‘ صاحب روح المعانی نے تو بعض کا قول یہاں تک نقل کیا ہے کہ ’’إن أشد الناس عذابا يوم القيامة من جهل أهله‘‘ کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب اس شخص کو ہوگا، جس کے اہل وعیال دین سے جاہل وغافل رہ گئے ہوں، لیکن اسی کے ساتھ جو لوگ اپنی بیوی وبال بچوں کے دین کی فکر کرتے ہیں، انہیں دینی احکام کا پابند بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے رحمت کی دعا بھی دی ہے اور اس امید کا بھی اظہار کیا کہ قیامت کے دن وہ شخص اپنی بیوی اور بال بچوں کے ساتھ جمع بھی ہوگا، فرمایا ’’رحم الله رجلا قال: يا أهلاه صلاتكم صيامكم زكاتكم مسكينكم يتيمكم جيرانكم لعل الله يجمعكم معه في الجنة‘‘ (تخریج احادیث الکشاف للزیلعی، رقم الحدیث: ۱۳۸۴) اللہ تعالی اس شخص پر اپنی رحمت نازل کرے جو کہتا ہے کہ اے میری بیوی بچو، تمہاری نماز، تمہارا روزہ تمہاری زکوۃ، تمہارا مسکین، تمہارا یتیم، تمہارے پڑوسی، یعنی ان سب کا خیال رکھو ان کے دین کی فکر کرو اور ان کے حقوق کو ادا کرو، امید ہے کہ اللہ تعالی ان سب کو اس کے ساتھ جنت میں جمع فرمائیں گے۔

قرآن وحدیث میں کبھی ترغیب، کبھی ترہیب کے ذریعہ نیک اعمال پر ابھارنے اور برے اعمال سے روکنے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے، چنانچہ یہاں عذاب کی شدت اور ہولناکی کے ذریعہ دینی اعمال پر ابھارنے اور آمادہ کرنے کے لئے جہنم کی آگ کی شدت اور اس کی سختی کو اسی آیت میں اس طرح بیان فرمایا گیا کہ اس آگ پر ایسے درشت خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر کئے جائیں گے جو نرمی نام کی چیز کو جانتے ہی نہیں ہوں گے اور ایسے زبردست قوت وطاقت والے ہوں گے کہ کوئی ان سے بچ کر نکل بھی نہیں سکتا ہے، اس لئے ہر مؤمن پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اور اپنی بیوی بچوں کو ایسی آگ سے بچانے کی فکر اور تیاری اس دنیا میں ہی کرلے کہ پھر بعد میں کوئی اور موقع نہیں نہ ہی مہلت۔ ان آیات اور احادیث کی روشنی میں ہم اپنا جائزہ لیں اور خود غور کریں کہ آج ہمیں اپنے اور اپنے بال بچوں کے تئیں کس چیز کی فکر زیادہ رہتی ہے اور کس زندگی کی، دنیوی زندگی جو چند روزہ ہے، جس کے بارے میں قرآن نے کہا ’’ولكم في الارض مستقر ومتاع إلى حين (البقرہ: ۳۶)‘‘ تمہارا ٹھکانہ زمین پر ہوگا اور ایک محدود مدت تک ہی وہاں سے فائدہ اٹھانا ہے۔‘‘ یا اخروی زندگی جو لافانی اور نہ ختم ہونے والی ہمیشہ ہمیش کی زندگی ہے، جس کے بارے میں قرآن نے کہا ’’خالدين فيها ابدا‘‘، یہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ اور ’’و إن الدار الآخرة لهي الحيوان‘‘ (العنکبوت: ٦٤) (اور اپنے باقی وپائیدار ہونے کے اعتبار سے) عالم آخرت ہی اصل زندگی ہے یعنی اصل اور حقیقی زندگی آخرت ہی کی زندگی ہے جسے فنا وموت کبھی نہیں۔ اور خود فیصلہ کریں کہ ہم خود کو اور اپنی اولاد کو کس راستہ پر ڈال رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ہماری اور ان کی منزل کیا ہوگی۔ اللهم وفقنا لما تحب وترضى واجعل آخرتنا خيرا من الاولى.

Volume:56/66,Issue:8 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

رتبہ جسے دنیا میں خدا دیتا ہے
وہ دل میں فروتنی کو جا دیتا ہے
(نامعلوم)

ملک کے موجودہ حالات میں مسلمانوں کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے 26ویں اجلاس حیدر آباد کا پیغام

● اس وقت ہمارا ملک تاریخ کے انتہائی نازک دور سے گذر رہا ہے، اسکی جمہوری قدریں پامال ہورہی ہیں، اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں اور پسماندہ طبقات کو مظالم کا نشانہ بنایا جارہا ہے، شریعت اسلامی کے مختلف حصوں پر بھی پابندی لگانے یا ان میں ترمیم وتبدیلی کی کوشش کی جارہی ہے۔ ملک کے موجودہ حالات میں مسلمان بجاطور پر اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھ رہے ہیں، کوئی شبہ نہیں کہ ملک کے موجودہ حالات مسلمانوں کے لئے تشویشناک ہیں۔ لیکن ان حالات میں بھی مایوس ہونے یا ہمت ہار دینے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ زندہ قوموں اور ملتوں پر مشکل حالات آتے ہیں اور وہ پورے عزم وحوصلہ اور ہمت و حکمت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتی ہیں، ملک کے موجودہ حالات میں مسلمانان ہند کو مایوسی اور پست ہمتی کا شکار ہونے کے بجائے اللہ پاک کی ذات عالی پر اعتماد اور بھروسہ کے ساتھ شریعت اسلامی پر عمل کا مزاج بنانا چاہئے۔ اور یہ یقین رکھنا چاہئے کہ صبر وتقوی کامیابی اور سرخروئی کے لئے شاہ کلید کا درجہ رکھتے ہیں، اور اچھے اور بھلے اعمال کے نتیجہ میں اللہ کی مدد اور نصرت اترتی ہے۔ اگر مسلمان اللہ کی طرف رجوع کریں۔ فرائض کا اہتمام کریں، اپنے اخلاق و کردار کو مضبوط بنائیں، اسلام کے عطا کئے ہوئے پاکیزہ نظام کو اپنی زندگی میں نافذ کریں، اور رحمت دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات وہدایات پر عمل کریں شریعت کو اپنے اوپر رضاکارانہ طریقہ پر نافذ کریں صبر وحکمت سے کام لیں اور اشتعال سے بچیں تو بہت جلد حالات میں تبدیلی آئے گی، ظلم کا اندھیرا چھٹے گا اور انصاف کا سورج طلوع ہوگا۔

● قرآن مجید میں اس بات کی ہدایت دی گئی ہے کہ مسلمان اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور اختلاف وانتشار سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔ اختلاف وانتشار کے نتیجہ میں ناکامی ونامرادی کی وعید قرآن پاک میں سنائی گئی ہے اور یہ واضح کردیا گیا ہے کہ آپسی اختلاف کے نتیجہ میں مسلمانوں کا رعب جاتا رہے گا ان کی ہیبت ختم ہوجائے گی اور وہ اپنے دشمنوں کے لئے لقمہ تر بن جائیں گے اس وقت ملک کا جو منظر نامہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے اسے دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو آپسی اختلاف اور مسلکی انتشار میں مبتلا کرنے کی منظم کوششیں کی جارہی ہیں اور چن چن کر ایسے معاملات ومسائل سامنے لائے جارہے ہیں جن کے ذریعہ مسلمانوں کے مختلف طبقات ومسالک کے درمیان دوریاں پیدا کردی جائیں، ایسے حالات میں تمام مسلمانان ہند کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور افتراق وانتشار سے بچتے ہوئے اللہ کی شریعت کی حفاظت اور مسلمان بھائیوں کی تقویت کے لئے متحد ہوجائیں۔

● اللہ پاک نے زندگی گذارنے کا جو پاکیزہ نظام شریعت اسلامی کی شکل میں عطا کیا ہے وہ ہر اعتبار سے معتدل اور متوازن اور مبنی برانصاف ہے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ احکام شریعت کو جاننے اور اس پر عمل کی کوشش کرے، شریعت کے جتنے احکامات ہیں ان کے پیچھے بڑی زبردست حکمتیں اور خوبصورت مصلحتیں ہیں، اور ایسا توازن اور اعتدال ہے کہ جب ان کا علم انسان کو ہوتا ہے تو اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور اسکے یقین کی کیفیت میں اضافہ ہوجاتا ہے اس لئے شرعی احکامات کے حکمتیں اور مصلحتیں جاننے کی ضرورت ہے۔ خاص طریقے پر نکاح و طلاق، اور ازدواجی زندگی سے متعلق شرعی احکامات وہدایات کی حکمتوں اور ان میں موجود حسن واعتدال کو سمجھنا اور غلط فہمی کا شکار ہونے والے غیر مسلم بھائیوں کو سمجھانا موجودہ حالات میں ہمارا ایمانی فریضہ ہے، بہت سے مسلمان بھائی احکامات شریعت کی حکمتوں سے ناواقفیت کی بناپر شریعت کے بعض حصوں کے سلسلہ میں بے اطمینانی، شک اور تذبذب کا شکار ہوجاتے ہیں یہ چیز سخت نقصان دہ اور ایمان ویقین پر برا اثر ڈالنے والی ہے، یہ معاملہ فوری توجہ کا ہے اور اپنے دین وایمان کی حفاظت کے سلسلہ میں فکرمندی ہر صاحب ایمان کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔

● ملک کے موجودہ حالات کے تناظر میں بڑی شدت کے ساتھ اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ بڑے پیمانے پر جو غلط فہمیاں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پھیلائی جارہی ہیں اور شریعت اسلامی کو جس طرح مسخ کرکے پیش کیا جارہا ہے اس کے ازالے کی بھرپور کوشش کی جائے، اس وقت جو لوگ ہمارے مقابل ہیں اور دانستہ یا نادانستہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں تکلیف دہ باتیں کہہ اور لکھ رہے ہیں انہیں دین سے قریب کرنے اور حقائق سے واقف کرانے کے لئے بڑی تعداد میں ایسے مسلمان بھائیوں کی ضرورت ہے جو نفرت کا جواب محبت سے دیں اور صلہ کی تمنا اور ستائش کی آرزو کے بغیر، مال وجاہ کی طلب سے الگ ہوکر، پوری تندہی اور جانفشانی کے ساتھ مسلسل محنت کریں اور قرآنی ونبوی اصول دعوت کو اختیار کرتے ہوئے نور ہدایت کو عام کرنے کی فکر کریں، شریعت اسلامی پر کی جانے والی یلغار کا بھرپور مقابلہ کرتے ہوئے بڑی ہمت اور حکمت، اور پورے اعتدال وتوازن کے ساتھ شرعی احکامات کی علت ومصلحت کو بیان کریں، انتقامی جذبات سے اوپر اٹھ کر پوری انسانی برادری کی خیرخواہی کے جذبہ کے ساتھ اپنے حسن اخلاق وکردار سے غیر مسلم بھائیوں کے دلوں میں گنجائش پیدا کریں، اور محبت اور ہمدردی کی راہ اختیار کرکے انہیں قریب کرنے کی کوشش کریں، اسی طرح وطن عزیز میں ظلم کا شکار ہونے والے دبے کچلے پسماندہ اور مظلوم طبقات اور دیگر اقلیتوں کو انصاف دلانے کے لئے آگے آئیں اور اپنے ستم رسیدہ وطنی بھائیوں کو ہمت اور حوصلہ بخشیں۔

● مسلمانان ہند کا سب سے متحدہ اور مشترکہ پلیٹ فارم آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ہے جسے تحفظ شریعت اور اتحاد بین المسلمین جیسے اہم اور بڑے مقاصد کے پیش نظر قائم کیا گیا تھا، الحمدللہ ان دونوں مقاصد کی تکمیل میں بورڈ کامیاب ہے، (بقیہ صفحہ ۱۱ر پر)